وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ ۭ قَالَ عَذَابِيْٓ
اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاۗءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ
يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ
الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ
يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ
وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَـبٰۗىِٕثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ
الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ
الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اور لکھ دے ہمارے لئے اس دنیا میں خیر و برکت اور آخرت میں بھی بے شک ہم نے رجوع کیا ہے
تیری طرف۔ اللہ نے فرمایا میرا عذاب پہنچاتا ہوں میں اسے جسے چاہتا ہوں اور میری رحمت کشادہ
ہے ہر چیز پر سو میں لکھوں گا اس کو ان لوگوں کے لئے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ادا کرتے
ہیں زکوٰۃ اور وہ جو ہماری نشانیوں پر ایمان لاتے ہیں ٭ (یہ وہ ہیں) جو پیروی کرتے ہیں
اس رسول کی جو نبی امی ہے جس (کے ذکر) کو وہ پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس تورات
اور انجیل میں وہ ان کو حکم دیتا ہے انھیں نیکی کا اور روکتا ہے انھیں برائی سے اور حلال
کرتا ہے ان کے لئے پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں اور اتارتا ہے ان سے
ان کا بوجھ اور (کاٹتا ہے) وہ زنجیریں جو جکڑے ہوئے تھیں انھیں پس جو لوگ
ایمان لائے اس (نبی امی) پر اور تعظیم کی آپ کی اور امداد کی آپ کی اور پیروی کی اس نور کی
جو اتارا گیا آپ کے ساتھ وہی (خوش نصیب) کامیاب و کامران ہیں۔ (الاعراف ۹ ۷/۱۵۶ تا ۱۵۷ ٭ ت: حق)

۱۵۶۔ اور ہمارے لئے لکھ دے یعنی واجب کر دے نیک حال "طاعت کی توفیق اور نعمت اور عافیت"
اور آخرت میں بھی نیک حال "مغفرت، رحمت اور جنت"۔ ہم نے تیری طرف رجوع کیا توبہ کی
قتادہ اور ابن جریج کا قول ہے اور محمد بن کعب نے بھی یہی کہا ہے کہ ان لوگوں کا قصور اتنا تھا کہ
گوسالہ پرستی کے وقت یہ لوگ گوسالہ پرستوں سے کنارہ کش نہ ہوئے تھے (انہی کی معاشرت
میں گھلے ملے رہتے تھے) نہ بھلائی کا حکم دیا نہ برائی سے روکا تھا اسی جرم کی وجہ سے عذاب و جنبش میں پکڑے گئے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اپنا عذاب ان ہی پر واقع کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں اور میری رحمت ہر چیز کو
اپنے اندر سموئے ہوئے ہے تو وہ میں ان لوگوں کے لئے تو ضرور ہی لکھوں گا (جو اللہ کی نافرمانی سے) بچتے رہتے
ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہمارے آیات پر ایمان رکھتے ہیں ٭ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے

جواب میں اللہ نے فرمایا میری رحمت ہر شے کے لئے عام ہے (کوئی میری رحمت سے محروم نہیں) دنیا میں کوئی مومن ہو یا کافر ہو، مکلف ہو یا غیر مکلف ہو۔ البتہ آخرت میں کافروں پر رحمت نہ ہوگی کیونکہ دوسروں کی پرستش کر کے اللہ کی رحمت میں داخل ہونے سے خود انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ عرض کیا گیا انکار کس نے کیا (امت میں منکر کون ہو سکتا ہے) فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے [illegible] اس نے انکار کیا۔ (رواہ البخاری) * اے بنی اسرائیل یہ آخرت میں تم لوگوں میں سے انہی کے لئے رحمت واجب کروں گا جو کفر و معصیت سے بچتے ہیں۔ زکوٰۃ کا ذکر خصوصیت سے اس لئے کیا کہ نفس پر ادائے زکوٰۃ بہت شاق ہوتی ہے * اور جو دیتے ہو زکوٰۃ دینے والے ایمان والے ہیں" (بحوالہ مظہری)

۱۵۷۔ "وہ لوگ جو اتباع کرتے ہیں اس رسول نبی امی کا یعنی حضور خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی جن کے صفات و احوال کو" وہ لوگ اپنے پاس لکھا ہوا پاتے ہیں توراۃ اور انجیل میں" وہ پیغمبر (حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم) حکم فرماتے ہیں ان کو بھلائی کا اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاک چیزوں کو حلال کرتے ہیں جو ان کی شریعت میں حرام تھیں اور ناپاک چیزوں کو مثل مردار وغیرہ کو حرام کرتے ہیں اور جو بھاری بوجھ اور سخت احکام ان پر لازم تھے جیسے توبہ میں اپنے آپ کو مار ڈالنا اور جس جگہ نجاست لگے اس کو کاٹ ڈالنا، ان کو موقوف کرتے ہیں سو جو لوگ ان میں سے اس پیغمبر (آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے اور ان کی تعظیم و توقیر کی اور ان کی اعانت کی اور اس نور کی جو ان پر اتارا گیا اتباع کی یعنی قرآن حکیم کی پیروی کی وہی لوگ ہیں نجات پانے والے۔ (بحوالہ جلالین)

معمولات مزید: ● ثابت قدمی، دنیا میں اچھی معاش اور توفیق اطاعت اور آخرت میں ثواب یا داخلۂ جنت کے معروضات و گزارشات کرنے کے تقاضوں سے توبہ اور رجوع الی اللہ کا اقرار کر دیا یہ طلب مغفرت و رحمت کا باعث ہے * اللہ تعالیٰ جسے چاہے عذاب دے جس میں کسی کا دخل نہیں * اور اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ترین ہے۔ یعنی ہر شے یعنی مومن و کافر بلکہ مکلف و غیر مکلف کو اور اسے جو شیئت کی تعریف میں داخل ہے اس لئے کہ دنیا میں ہر مومن و کافر پر رحمت الٰہی اور اسی کی نعمتوں کے آثار نمایاں ہیں البتہ آخرت میں اہل ایمان سے مخصوص ہے * فرمایا پس آخرت میں لکھوں گا یعنی متعین اور ثابت کروں گا ان لوگوں کے لئے جو کفر و عصیان سے بچتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ لوگ جو آیات پر ایمان لاتے ہیں

● رسالت محمدیہ پر ایمان لائے بغیر نجات اخروی ممکن نہیں * شریعت نے جسے اچھا قرار دیا ہے معروف ہے اور جسے برا کہا ہے منکر ہے۔ شریعت سابقہ میں دیت یا معافی نہ تھی * نجاست زدہ کپڑے کا کاٹ دینا وغیرہ تھا اسلام نے قصاص میں دیت و معافی کی اجازت اور نجاست زدہ کو دھونے کا حکم دیا آسان ہے * کامیاب "

** دنیا میں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] * [illegible]

* [illegible] قرآن کی اطاعت [illegible]

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ
وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ○
وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۭ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ
اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ
وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ
وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَ
كُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْۗـٰٔتِكُمْ ۭ سَنَزِيْدُ
الْمُحْسِنِيْنَ ○ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ○

آپ کہہ دیجئے کہ اے انسانو! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف اُسی (اللہ) کا جس
کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں سوائے اس کے کوئی معبود نہیں، وہی جلاتا ہے وہی مارتا ہے
سو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول نبی امی پر جو خود ایمان رکھتا ہے اللہ اور اس کے کلاموں پر اور
اس کی پیروی کرتے رہو تاکہ تم راہ پا جاؤ * اور موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم میں ایک جماعت ایسی بھی
ہے کہ (وہ لوگ) حق کے مطابق (دوسروں کو) ہدایت کرتے ہیں اور (خود بھی) اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں *
اور ہم نے انھیں بارہ خاندانوں جماعتوں میں تقسیم کر دیا اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو جب کہ ان کی قوم نے
ان سے پانی طلب کیا (وحی کی کہ اپنے اس) عصا کو (فلاں) پتھر پر مارو تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے (اور)
ہر شخص نے اپنے پانی پینے کا مقام معلوم کر لیا اور ہم نے ان پر ابر کا سایہ کر دیا اور ہم نے ان پر من و سلویٰ
اتارا (اور کہا کہ) پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دے رکھی ہیں اور انھوں نے (کوئی) ظلم ہم پر
نہیں کیا بلکہ وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے رہے * اور وہ وقت یاد کرو جب ان سے کہا گیا کہ (فلاں)
بستی میں جا کر سکونت اختیار کرو اور وہاں کھاؤ جہاں سے بھی تم چاہو اور کہتے جاؤ کہ توبہ ہے اور (شہر کے)
دروازہ میں (عاجزی سے) جھکے ہوئے داخل ہو، ہم تمہاری خطائیں تمہیں معاف کر دیں گے اور ہم
نیک کاروں کو اور زیادہ بھی دیتے ہیں * لیکن پھر ان میں سے ظالموں نے کلمہ بدل ڈالا بجائے اس کے
کہ ان سے کہا گیا تھا، تو ہم نے بھی ان پر آسمان سے ایک آفت بھیجی اس لئے کہ وہ (اپنے اوپر) ظلم
کرتے رہے

الاعراف پ۹ (۷/۱۵۸تا۱۶۲ *ت: م)

۱۵۸ (اے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم) عرب و عجم دنیا جہان کے لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں سب کی طرف

رسول بن کر آیا ہوں۔ یہ آپ کے شرف اور عظمت کی دلیل ہے کہ نبوت آپ پر ختم ہو گئی (آپ) قیامت تک ساری دنیا کے لئے (آخری رسول و نبی اور ہادی ہو) پیغمبر ہیں۔ قول باری ہے کہ آسمان و زمین کی بادشاہت اسی کی ہے وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے بھیجا وہ ہر شے کا خالق ہے رب ہے، مالک ہے، مارنا اور جلانا اسی کی قدرت میں ہے۔ حکم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول نبی امی پر ایمان لاؤ۔ اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں تم ان کا اتباع کرو، ان پر ایمان لاؤ۔ انہی کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا کتب متقدمہ میں انہی کی بشارت سنا دی اور ارشاد ہوتا ہے کہ جو اس پر اور اس کے کلمات پر ایمان لائے اور اس کی پیروی کرے تو صراط المستقیم کی جانب ہدایت پا جائے (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

۱۵۹۔ آیت میں لفظ قوم سے وہ بنی اسرائیل مراد ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہم زمان تھے۔ ایک جماعت تھی جو عوام کی رہبری کرتی تھی درانحالیکہ وہ جماعت تھی حق کے ساتھ متلبس تھی یعنی وہ حق والے تھے حق کے ساتھ جو ان کے لئے احکام جاری ہوتے تھے ان پر عادلانہ بخوبی عمل کرتے (روح البیان)

۱۶۰۔ انتظام بنی اسرائیل کے لئے ہم نے ان کے بارہ فرقے مقرر کر دیئے ہر ایک کو اسباط کہتے تھے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ان میں سے ہر ایک کی اولاد ایک سبط جداگانہ تھا۔ یہ ایک بیابان کا ذکر ہے جہاں کہ بنی اسرائیل نے اپنے خیمے قائم کئے اور وہاں پانی نہ تھا نہ کوئی دریا تھا نہ چشمہ نہ کنواں نہ تالاب۔ تو قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پانی کی درخواست کی تو ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو جس سے اس میں سے بارہ چشمے بہنے لگے جس میں سے ہر ایک سبط نے جدا گھاٹ مقرر کر کے پانی پیا۔ ان بیابانوں میں سایہ دار درخت اور سایہ کا تمام قوم کے لئے سامان بھی کم تھا تو قوم کو سخت تکلیف تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان پر ابر قائم کر دیا کہ ان کا خیمہ ان کے ساتھ رہتا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس بیابان میں پانی اور قدرتی سائبان عطا کیا تھا تو وہاں کھیتی ہوتی تھی نہ اناج بہم پہنچ سکتا تھا ان کے کھانے کے لئے من و سلویٰ بھیجا۔ مگر اس پر بھی بنی اسرائیل اپنی ہی جانوں پر ستم ڈھاتے تھے جو نافرمانی پر نافرمانی کرتے تھے۔ (تفسیر حقانی)

۱۶۱۔ وہ زمانہ یاد کرو جب کہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ تم لوگ اس بستی میں جا کر رہو اور بستی میں سے جہاں سے چاہو لے کر کھاؤ اور داخلہ کے وقت زبان سے توبہ توبہ کہتے جاؤ اور جھکے جھکے دروازہ میں داخل ہو ہم تمہاری پچھلی خطائیں معاف کر دیں گے اور جو لوگ نیک کام کریں گے ان کو مزید عنایت کریں گے۔ عموماً مغفرت گناہ کے ساتھ نیکوکاروں سے مزید ثواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ

B48

کی طرف سے یہ ثواب محض مہربانی ہے ان احکام کی تعمیل کے عوض نہیں ہے جو ان کو دیئے گئے تھے۔ (تفسیر مظہری)

ہوا۔ چالیس سالہ قید و بند برداشت کر چکنے کے باوجود ان کی سرکشی کا یہ حال تھا کہ ان میں سے ظالموں نے بار ان ظالموں نے ہماری بتائی ہوئی بات، بتایا ہوا عمل بالکل ہی بدل دیئے انہوں نے وہ کیا جو ہمارے بتائے ہوئے کے بالکل ہی غیر تھا کہ بجائے حطۃ (توبہ) کہنے کے حنطۃ یعنی بجائے معافی مانگنے کے گندم مانگی ان ظالموں نے ہماری بتائی ہوئی بات کو مذاق اور بے موقع سمجھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان پر ایک آسمانی عذاب (طاعون) بھیجا جس سے وہ ہزاروں کی تعداد میں بیک وقت ہلاک ہو گئے یہ ان کے گزشتہ اور موجودہ ظلموں کی سزا تھی۔ (اشرف التفاسیر)

مفہومات نزم: ● حضور رحمت العالمین ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول انسانیت ہونے اور آپ کی رسالت عامہ کی محکم دلیل کہ آپ سارے لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے آپ تمام خلق کے رسول ہیں اور سارا جہان آپ کی امت ہے ✶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ پانچ چیزیں مجھے ایسی عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں عطا ہوئیں۔ ۱۔ ہر نبی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔ ۲۔ میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے نہیں ہوئی تھیں۔ ۳۔ میرے لئے زمین پاک اور پاک کرنے والی (قابل تیمم) اور مسجد کی گئی جس کسی کو جہاں کہیں نماز کا وقت آئے وہیں پڑھ لے۔ ۴۔ دشمن پر ایک ماہ کی مسافت تک میرا رعب ڈال کر میری مدد فرمائی گئی۔ ۵۔ اور مجھے شفاعت عنایت کی گئی۔ (صحیحین)

● حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو لوگوں کو حق کی طرف ہدایت کرتے ہیں اور جو حکم کرتے ہیں ٹھیک ٹھیک اور انصاف کے ساتھ کرتے ہیں

● اسباط یعنی قبائل۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں میں سے ہر ایک کی اولاد ایک سبط ہے مگر یہاں ان بارہ قبائل کی بعض بعض صفات کی بنا پر وہ ایک دوسرے سے ممتاز ہیں یہاں ان پر ہوئے احسانات الٰہی کا ذکر ہے

● القریۃ سے مراد بیت المقدس کا شہر ہے

● اس سے بڑھ کر اور کیا گمراہی ہوگی کہ وہ جب فاتح اور مظفر ہوئے تو عبادت و ریاضت، شکر و احسان اور اطاعت و فرمانبرداری کے بجائے غفلت و سرکشی، عدول حکمی و شرارتوں میں مبتلا ہو گئے۔ جس کا خمیازہ ان نافرمانوں کو بھگتنا پڑا آسمانی عذاب نے انہیں ہلاکت و بربادی کا شکار بنا دیا یہ سب ان کے تمام ظلموں اور نافرمانیوں کا نتیجہ تھا۔

وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ
حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ
بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ
اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا
مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ
بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

اور (اے محبوبؐ!) آپ ان (یہود) سے اس شہر والوں کا حال تو پوچھئے جو سمندر کے کنارہ آباد تھا جب کہ وہ سبت کے دن حد سے بڑھنے لگے جب کہ ان کے سبت کا دن ہوتا تو ان کے پاس مچھلیاں پانی پر تیرتی آتیں اور جس دن سبت کا نہ ہوتا تو نہ آتیں یوں ہی انہیں ہم آزمانے لگے ان کی بدکاری کی وجہ سے ✱ اور جب کہ ان میں سے ایک جماعت نے کہا کیوں ان لوگوں کو نصیحت کرتے ہو کہ جن کو اللہ تعالیٰ ہی ہلاک کرنا یا سخت عذاب دینا چاہتا ہے۔ وہ بولے خدا تعالیٰ سے بری الذمہ ہونے کے لئے اور شاید کہ وہ ڈر لیں جاویں ✱ پھر جب وہ اس نصیحت کو بھول گئے جو ان سے کی گئی تھی تو ہم نے لوگوں کو تو بچا لیا کہ جو برائی سے منع کرتے تھے اور گنہگاروں کو ان کی نافرمانی کی وجہ سے برے عذاب میں مبتلا کیا۔ الاعراف پ۹ (ع/۱۶۳تا۱۶۵✱ت:ع)

۱۶۳۔ فرمایا "ان بستی والوں سے پوچھیں جو سمندر کے کنارے رہتے ہیں" جس بستی کا ذکر ہے اس کا نام از روئے بیان ابن عباسؓ ایلہ تھا جو مدین اور طور کے درمیان واقع ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کا نام متقا ہے اور وہ مدین اور عینونا کے درمیان ہے۔ یَعْدُوْنَ کا مطلب ہے کہ وہ یوم سبت کے بارے میں حکم خداوندی کی مخالفت کرتے ہیں اور اس دن تو وہ مچھلیاں کثرت سے چڑھی آتی تھیں اور پانی پر پھیل جاتی تھیں اور جب سنیچر کا دن نہیں ہوتا تھا تو کنارے تک ہرگز نہ آتیں۔ یہ ہم نے کیوں کیا۔ صرف اس لئے کہ ان کی اطاعت کو آزمائیں کہ شکار کی ممانعت والے روز تو مچھلیاں خلاف توقع زور پر اور جن دنوں شکار حلال ہے چھپ جاتی ہیں یہ ایک آزمائش تھی کہ وہ اطاعت اللہ سے کرتا ہی کرتے تھے لیکن ان لوگوں نے خدا کی حرمت کو توڑنے کے لئے مختلف طریقوں سے حیلے ڈھونڈے اور ممنوع کا ارتکاب کرنے کے لئے چور دروازے سے گھسا جایا اس لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نہ کرو جیسا کہ یہود نے کیا کہ حیلے سوچ سوچ کر حرام کو حلال کر لیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۶۴۔ اور یاد کرو جب کہ کہا ان میں سے ایک جماعت نے" اس سے مراد ان کے وہ نیک لوگ مراد ہیں جنہوں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر انہیں نصیحت کی اگرچہ انہوں نے اس کی پاداش میں ان نیک بختوں کو سبت

بہت ستایا بہت ذلیل و خوار کیا یہاں تک کہ وہ اب ان کی نصیحت سے ناامید ہو گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ یہ ماننے والے نہیں اور نہ ہی ان پر کسی قسم کا وعظ و نصیحت اثر کرتا اور انہیں اپنے وعظ و نصیحت کے اثرات ان پر غیر مفید پائے اور سمجھ گئے کہ اب انہیں ڈرانا اور سمجھانا اور کچھانا بے سود ہے ان میں بعض نے دوسروں کو کہا کیوں نصیحت کرتے ہو ایسی قوم کو جنہیں اللہ تعالیٰ تباہ و برباد کر دینا ہے اور انہیں جڑ سے اکھیڑ کر اپنی زمین کو ان سے پاک و صاف و ستھرا کرنا چاہتا ہے یا انہیں شدید عذاب میں مبتلا کرنے والا ہے۔ وعظ کرنے والوں نے اپنے رب کریم سے معذرت کرتے ہوئے کہا امید ہے کہ وہ غلطیوں سے بچ کر گناہوں کو چھوڑ دیں (… البیان)

۱۶۵ - ان شکاری مجرموں نے بے شمار جرم تو یہ کیا کہ نصیحت کرنے والے واعظین کی نصیحت سے بے پرواہ ہو گئے جب ان کی بے پرواہی حد سے بڑھی ناصحین نصیحت کرتے رہے اور یہ برابر شکار کرتے رہے تو ہم نے نصیحت کرنے والوں کو، ان سے بیزار رہنے والوں کو تو عذاب سے محفوظ رکھا اور ظالم شکاریوں کو ان کی نافرمانی پر جمے رہنے کی وجہ سے برے عذاب میں گرفتار کیا [illegible] وغیرہ (از تیسیر القرآن)

معلومات مزید: • اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب ﷺ سے خطاب * وہ گاؤں جو قلزم کے پاس تھا جسے ایلہ کہا جاتا ہے ایلہ کے باسی زیادتی کیا کرتے تھے ہفتہ کے دن مچھلیوں کا شکار کر کے جب کہ انہیں اس دن شکار سے منع کر دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی آزمائش تھی۔ جس دن وہ شکار سے روک دیئے گئے تھے اسی دن مچھلیاں پانی کی سطح پر نمودار ہوا کرتی تھیں باقی دنوں میں وہ چھپ جایا کرتی تھیں کم نظر آتی تھیں * یہ ان لوگوں کا امتحان تھا کہ ان میں کتنے ہیں جو حکم الٰہی کو مانتے ہیں یعنی ہفتہ کے دن ممنوعہ شکار سے رک جاتے ہیں اور کتنے ہیں جو عدول حکمی کرتے ہیں اور روک دیئے جانے کے باوجود ہفتہ کے دن شکار کر کے نافرمانی کا ارتکاب کرتے ہیں۔

• ایلہ کی آبادی ۳ جماعتوں میں منقسم ہو گئی تھی۔ ایک وہ جماعت تھی جو ممنوعہ دن یعنی ہفتہ کو مچھلیوں کے شکار کے ذریعہ حکم کی نافرمانی کرتے تھے۔ دوسری جماعت نہ تو شکار کرتی تھی اور نہ شکار کرنے والوں کو منع کرتی تھی اور تیسری جماعت ناصحین کی تھی جو لوگوں کو ہفتہ کے روز شکار کرنے سے منع کرتی تھی اور انہیں وعظ و نصیحت کے ذریعہ تعمیل و فرمانبرداری کا راستہ دکھاتی تھی۔ ان کی ان ناصحانہ کوششوں پر دوسری جماعت کے لوگ کہنے لگے کہ ان نافرمانوں کے پیچھے کیوں وقت صرف کرتے ہو جو ہلاکت و بربادی ان کا مقدر ہو چکی ہے تو اطاعت گزار، فرض شناس گروہ کہتا کہ ہم اپنے فریضہ سے کیسے باز رہیں ہم ترغیب اطاعت حق اور تبلیغ کا کام کیسے روک سکیں جب ہم سے اس بارے میں سوال ہوتا تو ہم یہ کہہ سکیں گے کہ ہم نے ان سرکشوں کو بہت سمجھایا اور اس برائی سے روکنے کی ممکنہ کوشش کی۔ نیز اگر آج ہماری ایک نہ مانی یا ہو سکتا ہے ہماری کوششوں سے بعض سرکش و نافرمانی سے باز آ جائیں اور اپنی غلطیوں سے تائب ہو کر گناہوں کو چھوڑ دیں یہ بہتر عادی ہو جائیں

• عذاب الٰہی میں وہ لوگ گرے نہیں بلکہ نافرمان، سرکش اور گنہگار لوگ گرے تھے۔ جو جیسا کرتا ہے ویسا نتیجہ پاتا ہے۔

۵و۶ - اگر اطاعت شعار، فرمانبردار اور نیک اعمال والا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام سے مالا مال ہوتا ہے اور اگر احکام الٰہی کی نافرمانی سرکشی اور مسلسل معاصی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے غضب و عذاب کا مورد ہو جاتا ہے۔ ایلہ کے نافرمان عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئے

فَلَمَّا عَتَوْا عَن مَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ۝ وَإِذْ تَأَذَّنَ
رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَن يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۗ إِنَّ
رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا ۖ
مِّنْهُمُ الصَّالِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَبَلَوْنَاهُم بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ يَأْخُذُونَ عَرَضَ
هَٰذَا الْأَدْنَىٰ وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا وَإِن يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهُ يَأْخُذُوهُ ۚ أَلَمْ
يُؤْخَذْ عَلَيْهِم مِّيثَاقُ الْكِتَابِ أَن لَّا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوا مَا فِيهِ ۗ
وَالدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ ۱۶۶،۱۶۹

پھر جب انھوں نے سرکشی کی جس سے وہ روکے گئے تھے ہم نے حکم دیا انھیں کہ ہو جاؤ بندر راندے ہوئے *
اور یاد کرو جب اعلان کر دیا آپ کے رب نے کہ ضرور بھیجتا رہے گا ان پر روز قیامت تک ایسے (جابر) جو چکھاتے رہیں گے انھیں برا
عذاب۔ بے شک آپ کا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور بے شک وہ غفور و رحیم (بھی) ہے * اور ہم نے
بانٹ دیا انھیں زمین میں کئی گروہوں میں ان میں سے کچھ نیک ہیں اور کچھ اور طرح کے اور آزمایا انھیں نعمتوں اور تکلیفوں
کے ساتھ تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ) کی طرف رجوع کریں * پھر جانشین بنے ان کے بعد وہ ناخلف جو وارث ہوئے کتاب کے وہ
لیتے ہیں مال اس دنیا کا اور (ساتھ ہی) کہتے ہیں کہ ضرور بخش دیا جائے گا ہمیں اور اگر آجائے ان کے پاس
اور مال اس جیسا تو لے لیں اسے کیا نہیں لیا گیا تھا ان سے پختہ وعدہ کتاب میں کہ نہ منسوب کریں اللہ
کی طرف کوئی بات سوائے حق کے اور پڑھ لیا انھوں نے جو کتاب میں تھا اور دار آخرت بہتر ہے ان کے لیے جو
متقی ہیں تو کیا تم (اتنا) بھی نہیں سمجھتے۔ الاعراف ۹ (۷/۱۶۶، ۱۶۹ * ت:ض)

۱۶۶۔ پھر جس وقت ممانعت کے باوجود انھوں نے سرکشی کی یعنی اللہ تعالیٰ کی نہی سن کر الٹا سرکشی اور تکبر کیا
ہم نے انھیں کہا کہ بندر ہو جاؤ، ذلیل و خوار ہو کر۔ خٰسِئِینَ یعنی صاغرین ذلیل ترین اور لوگوں سے دور ہونے والے (روح البیان)
۱۶۷۔ تَاَذَّنَ بروزن تَفَعَّلَ اذان سے مشتق ہے یعنی حکم دیا یا معلوم کرایا اور چونکہ اس آیت
میں قوت کلام کی شان ہے اس لیے لَیَبْعَثَنَّ کا (ل) معنائے قسم کا فائدہ دے رہا ہے۔ اس لیے
(ل) کے بعد ہی یَبْعَثَنَّ لایا گیا۔ ھم کی ضمیر یہود کی طرف ہے یعنی اللہ نے حکم سنا دیا ہے کہ ان یہودیوں پر
قیامت تک برابر عذاب نازل ہوتا رہے گا۔ یعنی ان کے عصیان و مخالفت اور ہر بات میں حیلہ جوئی کے سبب
یعنی ذلت و حقارت کا عذاب ملتا رہے گا کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان پر سات یا تیرہ سال تک خراج
لگا رکھا تھا اور سب سے پہلے خراج آپ ہی نے لگایا پھر ان یہودیوں پر یونانیوں، کسدانیوں اور کلدانیوں
کا تسلط رہا پھر نصرانیوں کے تحت مغضوب رہے وہ انھیں ذلیل کرتے رہے جزیہ اور خراج لیتے رہے۔

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اپنا غلبہ رکھا۔ وہ ذمی بن کر جزیہ دیتے تھے پھر آخر کار وہ دجال کے مددگار بن کر نکلیں گے (لیکن اہل حق ان کا صفایا کر دیں گے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس غرض میں مسلمانوں کا ساتھ دیں گے۔ یہ سب قرب قیامت کے وقت ہوگا۔* اللہ تعالیٰ تنہا قادر ہے جو بہت جلد بدلہ لینے والا ہے لیکن وہ بڑا غفور و رحیم ہے جو توبہ کرتا ہے اسے بخش دیتا ہے۔ یہاں بھی وہی بات ہے۔ عذاب اور رحمت کا ساتھ ساتھ ذکر ہے تاکہ عذاب سے ڈر لگے اور سب لوگ یاس میں نہ مبتلا ہو جائیں اس لئے ترغیب اور ترہیب دونوں ساتھ ہیں تاکہ لوگ خوف اور رجا کے درمیان رہیں۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

۱۶۸۔ ہم نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے فرقے فرقے بنا دیے اس سے ان کی طاقت ایسی منتشر ہو گئی کہ آئندہ کبھی باہم اتفاق نہ ہوا اور نہ اقتدار کی طاقت حاصل ہوئی۔ ان میں سے کچھ صالح ہیں یعنی یہاں وہ یہودی مراد ہیں جو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیح دین پر تھے اور کچھ وہ تھے ان سے گرے ہوئے تھے یعنی درجہ صلاح پر فائز نہ تھے۔ یہ وہ تھے (حضرت ابن عباس ؓ کے قول پر) وہ یہودی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے (ظاہر کلام کا اقتضا یہ ہے) وہ یہودی ہیں جو شریعت موسوی کے منسوخ ہونے سے پہلے اس کو مانتے تھے تو بد اعمال تھے یا وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے حضرت داؤد ؑ، حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا۔ ہم نے ان کو جانچا نعمتیں دے کر اور تکلیفیں دے کر تاکہ وہ متنبہ ہو کر گنہگاریوں سے ہٹ آجائیں۔ نعمت کے وقت اللہ کا شکر ادا کریں اور تکلیف کے وقت توبہ کریں۔ (تفسیر مظہری)

۱۶۹۔ پھر اسرائیلیوں کا حال تم نے پڑھا اور سنا ان کے بعد جو ان کے ناخلف نالائق جانشین ہوئے جنہیں بطور وراثت کتاب کا علم اور توریت کی خدمت عطا ہوئی انھوں نے یہ غضب ڈھایا کہ دنیا کی ادنیٰ مال و متاع لیتے اور حکم توریت بدل دیتے تھے اور جب کوئی ان کو ان کی اس حرکت پر ملامت کرتا تو کہہ دیتے کہ ہم تو اولاد انبیاء ہیں اللہ کے پیارے ہیں ہم کوئی گناہ کریں ہماری پکڑ نہ ہوگی۔ پھر ان کی ڈھٹائی کا یہ حال ہے کہ توریت کی تنبیہ کرنے کے بعد بھی جب انھیں رشوت ملتی ہے تو لے لیتے ہیں۔ غور تو کرو کیا ہم نے توریت میں ان آیتوں سے یہ عہد نہ لیا تھا کہ جھوٹی باتیں اللہ کی طرف منسوب نہ کریں حق بات ہی اس کی طرف منسوب کریں جو توریت میں حکم ہو وہ ہی بیان کریں اور کیا یہ لوگ اس عہد و پیمان سے بے خبر ہیں نہیں انھیں سب کچھ معلوم ہے۔ پرہیزگار بندہ مومن کے لئے آخرت دنیا سے کہیں بہتر ہے کہ دنیا قلیل ہے آخرت کثیر اور دنیا فانی ہے آخرت باقی تو تم اتنی سی بات سمجھتے کیوں نہیں بے سمجھ سے بے سمجھ بھی جانتا ہے کہ فانی سے باقی بہتر ہے۔ (بحوالہ ثنائی التفاسیر)

معلومات مزید: • مسلسل نافرمانیوں، سرکشی اور عدول حکمی کے باعث ان پر سخت عذاب آیا

* وہ بندر ہو گئے اور تین روز اسی حال میں مبتلا رہ کر ہلاک ہو گئے * پہلی امتوں میں گناہ کی سزا میں دنیا میں کثرت سے سخت اور نہایت ہیبت ناک عذاب میں مبتلا کیا جاتا اور اس سے بڑھ کر بدترین عذاب کیا ہو سکتا ہے کہ ان کی صورت جیسی حسین و جمیل شکل سے بندر وغیرہ جیسی مسخ ترین شکل میں تبدیل کیا جائے

- قسم کے ساتھ تاکید ارشاد فرما دیا گیا کہ ان پر تا قیامت ایسے لوگوں کو مسلط کیا جاتا رہے گا جو انھیں سخت ترین عذاب میں مبتلا رکھیں گے چنانچہ ان کی پوری تاریخ اسی ذلت و خواری، مجبوری، مقہوری اور محکومی کی داستان بیان کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ گناہوں کی سزا اور عذاب جلد دیتا ہے اور وہ غفور و رحیم ہے
- یہود کو منتشر کر دیا گیا وہ متحد نہ رہے فرقوں اور جماعتوں میں بٹ کر وہ کمزور اور متفرق ہو گئے الگ ہو گئے اور ان وجوہ کی بنا پر جہاں رہے مجبور و لاچار اقلیت کی حیثیت سے رہے ان کا زور، اجتماعیت اور غلبہ ختم ہو گیا۔ البتہ ان میں بعض نیک اچھے اور فرمانبردار بھی تھے اور بعض شریر، سرکش اور نافرمان بھی تھے ہر ایک کے ساتھ ان کے حسب حال معاملہ ہوا یعنی لطف و عنایات بھی اور شدت و سختی بھی
- وہ مال و دولت کی حرص میں شریعت میں کرتے احکام میں تغیر و تبدیل بھی کر دیتے یہاں تک کہ آیات میں تحریف کا ارتکاب بھی کیا کرتے اس معاملہ میں وہ بہت ڈھیٹ ہو گئے تھے۔ اس کا علاج صرف خوف الٰہی اور صدق دل کے ساتھ توبہ ہی تھا مگر وہ اس قدر جری ہو چکے تھے کہ اب تائب ہونے کا کوئی موقع نہیں رہ گیا تھا انھیں یہ سخت غلط فہمی تھی کہ انھیں آتش جہنم جلا نہیں سکتی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے و لاڈلے ہیں انھیں تورات کے عالم ہونے پر فخر تھا اور کہتے تھے کہ ہم سے وعدہ کر دیا گیا ہے کہ ہماری بخشش کر دی جائے گی

* جھوٹی باتیں اللہ کی طرف منسوب نہ کرنے کا حاملوں کو یہود سے وعدہ لیا گیا تھا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وہی بیان کریں اگرچہ وہ اس عہد سے بخوبی واقف ہیں۔ دنیا کی آسائش درحقیقت مال و متاع صرف عارضی اور تھوڑا سا ہے لیکن آخرت کی نعمتیں اعلیٰ ترین، دائمی اور بے حساب کثیر مستقل رہنے والی ہیں جو اہل تقویٰ کے لئے خاص ہیں۔ عقل و شعور والے شر کو دفع کرتے ہیں خیر کو اپنانے اور اختیار کرتے ہیں بلکہ دو خیروں میں سے جو بہترین ہو اسے لیتے ہیں۔ اعلیٰ کے بدلے ادنیٰ کو نہ لو۔

وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۖ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ۝
وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ خُذُوا
مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ
مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ
أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا
عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ ۝ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً
مِنْ بَعْدِهِمْ ۖ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ۝

اور جو لوگ کتاب (الٰہی) لئے ہوئے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں، (سو) ہم ان لوگوں کا
اجر ضائع نہیں کرتے جو اپنی اصلاح کر چکے ہوتے ہیں ✱ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے
ان کے اوپر پہاڑ معلق کر دیا تھا اس طرح کہ گویا سائبان ہے اور انہیں یہ یقین ہو گیا تھا کہ وہ
ان کے اوپر گرا ہی چاہتا ہے (اور فرمایا تھا کہ) جو (کتاب) ہم نے تم کو دی ہے اسے مضبوطی
کے ساتھ اختیار کرو، اور یاد رکھو جو کچھ اس میں ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ ✱ (اور اس واقعہ کا
ذکر کیجئے) جب آپ کے پروردگار نے نکالا، آدم کی پشت سے ان کی نسل کو (پیدا کیا) اور خود
انہیں ان کی جانوں پر گواہ کیا (اور کہا) کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ بولے ضرور ہیں،
ہم گواہی دیتے ہیں۔ (یہ اس لئے ہوا) کہیں تم قیامت کے دن یہ نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے ✱
یا یوں کہنے لگو کہ شرک تو ہمارے باپ دادا پہلے سے کرتے آئے اور ہم تو ان کے بعد ان کی نسل میں
ہوئے۔ تو کیا تو ہمیں ہلاک کر دے گا ہمیں (اگلے) اہل باطل کے کرتوت کی پاداش میں۔ (۷/۱۷۰ تا ۱۷۳ ✱ ت: م) (الاعراف ۹)

۱۷۰۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی تعریف فرماتا ہے جنہوں نے کتاب خداوندی سے تمسک کر رکھا ہے جو انہیں
اتباع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلا رہی ہے اور یہ چیز ان کی کتاب تورات اور انجیل
میں درج ہے چنانچہ فرمایا کہ جو کتاب خداوندی کو تھامے ہوئے ہیں اس کے امر و نہی پر عمل کرتے ہیں
گناہوں سے باز رہتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں تو ہم ان کے اجر ضائع نہیں کریں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۷۱۔ اور یاد کرو جب کہ ہم نے پہاڑ کو اکھیڑ کر ان کے اوپر کر دیا تھا۔ الجبل سے مراد کوہ طور ہے کہ
جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کلام الٰہی سنا اور وہیں پر انہیں تورات کی تختیاں عطا ہوئیں یا فلسطین
کا کوئی پہاڑ مراد ہے یا وہ پہاڑ مراد ہے جو بیت المقدس میں تھا گویا وہ ایک سائبان تھا اور
انہوں نے یقین کیا کہ وہ ان پر گرنے والا ہے اس لئے کہ جب پہاڑ اکھڑ جائے تو وہ خلا میں ٹھہر نہیں سکتا
علاوہ ازیں انہیں اس سے قبل کہا گیا تھا کہ تم تورات کے احکام نہیں مانو گے تو پہاڑ تمہارے اوپر گرا دیا جائے گا۔

ہم نے انہیں کہا کہ لے لو جو کتاب/احکام ہم نے صادر کیے ہیں بڑی مضبوطی اور عزم بالجزم سے اگرچہ ان میں مشقت اور تکالیف بھی ہیں اور جو اس میں ہے اسے یاد کرو یعنی اس پر عمل کرو اور یہ وہی کو کہ اسے پس پشت نہ ڈالو تاکہ تم کتاب کے احکام پر عمل کرنے سے قبیح اعمال اور رذیل اخلاق سے بچ جاؤ۔ (روح البیان)

۱۷۲۔ حضرت ابی بن کعبؓ کا بیان ہے کہ اللہ نے سب اولاد آدمؑ کو جمع کیا۔ پھر ان کی قسمیں جدا جدا بنائیں، پھر ان کو صورتیں عطا کیں۔ پھر ان کو گویا کیا چنانچہ وہ بولنے کلام کیا۔ پھر ان سے عہد و میثاق لیا اور ان سے خود انہی پر اقرار طلب کیا اور فرمایا "کیا میں تمہارا رب نہیں" (سب نے کہا کیوں نہیں) اللہ نے فرمایا میں (تمہارے اس اقرار پر) ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو شاہد بناتا ہوں اور تمہارے باپ آدمؑ کو بھی گواہ بناتا ہوں تاکہ قیامت کے دن تم نہ یہ کہو کہ ہم کو تو اس توحید کا علم نہ تھا۔ خوب سمجھ لو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں میرا کسی کو شریک نہ بنانا۔ میں تمہارے پاس اپنے پیغمبر بھیجوں گا جو تم کو میرے اس عہد میثاق کی یاد دہانی کریں گے اور میں تم پر اپنی کتابیں اتاروں گا۔ سب نے جواب دیا ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو ہمارا بلاشک رب ہے ہمارا معبود ہے تیرے سوا نہ ہمارا کوئی رب ہے اور نہ کوئی معبود * اللہ نے جب ان سے توحید کا اقرار لے لیا تو بعض کو بعض پر گواہ بنایا اور سب کو آدم کی پشت کی طرف لوٹا دیا۔ اس وقت تک قیامت بپا نہ ہوگی جب تک وہ تمام آدمی پیدا نہ ہو جائیں جن سے میثاق لیا گیا۔ (تفسیر مظہری)

۱۷۳۔ اے لوگو! میثاق کے دن یہ عہد و پیمان تم سے اس لیے لیے گئے تاکہ تم قیامت میں بوقت حساب نہ یہ کہہ سکو کہ مولیٰ ہم توحید و اطاعت سے بے خبر تھے اگر خبردار ہوتے تو یقیناً مومن بنتے ہم بے قصور ہیں اور نہ یہ کہہ سکو کہ مولیٰ شرک و کفر کا اصل بانی ہمارے باپ دادوں نے ایجاد کیا ہم تو ان کے بعد دنیا میں آئے۔ تو اے مولیٰ مقصر قرآن موجدین کا ہے نہ کہ مقلدین کا۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تو رحیم و کریم ہم کو ہمارے باپ دادوں کے جرم میں پکڑے ان مقصرداروں کو پکڑ ہم بے قصوروں کو چھوڑ دے۔ (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: ● اہل علم فرماتے ہیں کہ کتاب کے پابند اور نماز کی پابندی کرنے والوں سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ہیں جو پہلے تورات پر ایمان رکھتے تھے اور انہوں نے تورات میں کوئی تغیر و تبدل یا تحریف نہیں کی تھی اور نہ تورات کے احکام کو بدلا تھا نہ ان سے کمائی اور حصول مال کا ذریعہ بنایا تھا بلکہ وہ خلوص کے ساتھ احکام تورات پر عمل کیا کرتے تھے پھر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت شریف ہوئی تو وہ آپ پر بھی ایمان لائے اور آپ کا اتباع کیا اور ایمان پر ثابت قدم رہے۔ اللہ تعالیٰ اہل اصلاح کا اجر و ثواب ضائع نہیں فرماتا۔

856

- حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الواح تورات کے نزول کے بعد جب انہوں نے اس کے احکام بنی اسرائیل کو سنائے تو جس میں الفور نے مشقتوں اور تکالیف کا احساس کیا تو انکار کر دیا اور اپنی باتیں منوانے کے لئے ضد کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو حکم فرمایا کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ کر ان کے سروں پر مثل سائبان کے آ جائے سارے لوگوں کے سروں پر پہاڑ آ کھڑا ہوا۔ یہ پہاڑ ۳ × ۳ میل لمبا چوڑا تھا۔ بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ تورات کے احکام قبول کرو ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائے گا۔ یہود خوف کے مارے سجدے میں گر پڑے اور ساتھ ہی پہاڑ کو ترچھی نظروں سے دیکھتے رہے۔ چنانچہ یہود ہمیشہ بائیں جانب سجدہ کرتے ہیں اس لئے کہ ان کے اسلاف نے ایسا ہی کیا تھا * جو بات بادل نخواستہ مانی جاتی ہے تو آدمی اس سے ہٹ جاتا ہے چنانچہ یہود لوگ تھوڑے دنوں میں نہ صرف اپنی بات سے ہٹ گئے بلکہ تورات میں لفظی تحریف کی جرات کی۔

- اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے عہد لیا۔ یہ عہد ان کو عقل و شعور عطا کر کے لیا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے عرض کیا "بلیٰ" کیوں نہیں اور ہم تو اقرار کرتے ہیں اپنے اوپر اور ہم نے تیری ربوبیت کا اقرار کیا۔ یہ اقرار اور شہادت اس لئے تھی کہ کہیں قیامت کے دن کوئی نہ کہہ سکے کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی

- عہد الست کے بعد اب کسی کو یہ کہنے کی گنجائش نہیں رہتی کہ ہمارا کفر و شرک محض باپ دادا کی پیروی سے ہے ہمیں حقائق توحید و ربوبیت الٰہی کا علم نہ تھا ہمارے بزرگ جو کچھ کرتے تھے ہم وہی کرتے رہے (شرک و عصیان) لہٰذا باپ دادا پر ہے کہ ہمیں سزا نہ ملے۔ یہ عذر روز قیامت نہ سنا جائے گا اور نہ مانا جائے گا

گو قتل ہی کیوں نا فرمانوں اور شرک و بد اعمالیوں کی یاد ان کی تقلید ہی

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ
اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا
لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ
كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ
الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝
سَاۗءَ مَثَلَاۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝

اور ہم اسی طرح آیتیں رنگ رنگ سے بیان کرتے ہیں اور اس لئے کہ کہیں وہ پھر آئیں ✭
اور اے محبوب! انھیں اس کا احوال سناؤ جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں تو وہ ان سے صاف
نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو گمراہوں میں ہو گیا ✭ اور ہم چاہتے تو آیتوں کے
سبب اسے اٹھا لیتے مگر وہ تو زمین پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا تابع ہوا تو اس کا حال کتے
کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے یہ حال ہے ان کا
جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو تم نصیحت سناؤ کہ کہیں وہ دھیان کریں ✭ کیا بری کہاوت
ہے ان کی جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور اپنی ہی جان کا برا کرتے تھے۔ (۷/۱۷۴ تا ۱۷۷ ✭ ت: ک) (الاعراف)

١٧۴۔ اور ہم نے جیسے عہد الست کو بیان کیا اسی طرح ان کے غور اور فکر کرنے کو نشانیاں کھول کر بیان کرتے ہیں (جلالین)

١٧٥۔ بلعم باعور جس کا واقعہ مفسرین نے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جبارین سے جنگ
کا قصد کیا اور سرزمین شام میں نزول فرمایا تو بلعم باعور کی قوم اس کے پاس آئی اور اس سے کہنے لگی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
بہت تیز مزاج ہیں اور ان کے ساتھ کثیر لشکر ہے اور وہ یہاں آئے ہیں ہمیں ہمارے بلاد سے نکالیں گے اور
قتل کریں گے اور بجائے ہمارے بنی اسرائیل کو اس سرزمین پر آباد کریں گے تیرے پاس اسم اعظم ہے اور تیری
دعا قبول ہوتی ہے تو نکل اور اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ اللہ تعالیٰ انھیں یہاں سے ہٹا دے بلعم باعور نے کہا
تمہارا برا ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور ان کے ساتھ فرشتے ہیں اور ایمان دار لوگ ہیں میں کیسے ان پر دعا
کروں میں جانتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا مرتبہ ہے اگر میں ایسا کروں تو میری دنیا و آخرت برباد
ہو جائے گی مگر قوم اس سے اصرار کرتی رہی اور بہت الحاح اور زاری کے ساتھ انھوں نے اپنا یہ سوال جاری رکھا
تو بلعم باعور نے کہا کہ میں اپنے رب کی مرضی معلوم کروں اور اس کا یہی طریقہ تھا کہ جب کوئی دعا کرتا
پہلے مرضی الٰہی معلوم کر لیتا تھا اور خواب میں اس کا جواب مل جاتا چنانچہ اس مرتبہ بھی اس کو یہی جواب ملا
کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہمراہیوں کے خلاف دعا نہ کرنا اس نے قوم سے کہہ دیا کہ میں نے اپنے رب سے
اجازت چاہی تھی مگر میرے رب نے ان پر دعا کرنے کی ممانعت فرما دی ہے تب قوم نے اس کو ہدیے اور نذرانے دیے

وارننگ تعمیل کیئے اور قوم نے اپنا سوال جاری رکھا تو پھر دوسری مرتبہ بلعم باعور نے رب تبارک و تعالیٰ سے اجازت چاہی اس کا کچھ جواب نہ ملا اس نے قوم سے کہہ دیا کہ مجھے اس مرتبہ کچھ جواب ہی نہ ملا تو قوم کے لوگ کہنے لگے کہ اگر اللہ کو منظور نہ ہوتا تو وہ پہلے کی طرح دوبارہ بھی منع فرماتا اور قوم کا الحاح و زاری اور اصرار بھی زیادہ ہو گیا حتیٰ کہ انہوں نے اس کو فتنہ میں ڈال دیا اور آخر کار وہ بد دعا کرنے کے لئے پہاڑ پر چڑھا تو جو بد دعا کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس کی زبان کو اسی کی قوم کی طرف پھیر دیتا تھا اور اپنی قوم کے لئے جو دعائے خیر کرتا تھا بجائے قوم کے بنی اسرائیل کا نام اس کی زبان پر آتا تھا قوم نے کہا اے بلعم یہ کیا کر رہا ہے بنی اسرائیل کے لئے دعا کرتا ہے اور ہمارے لئے بد دعا۔ کہا یہ میرے اختیار کی بات نہیں میری زبان میرے قبضہ میں نہیں ہے اور اس کی زبان نکل کر تو رنگ گیا میری دنیا و آخرت دونوں برباد ہو گئیں اس آیت میں اسی کا بیان ہے (تفسیر صدر الافاضل حاشیہ کنز الایمان)

۱۷۶۔ آیت کے ذریعہ ہم چاہتے تو اس کا مرتبہ ابرار کے مرتبہ کے برابر کر دیتے مجاہد نے یہ مطلب بیان کیا کہ اگر ہم چاہتے تو آیات کے ذریعہ سے ہم اس کو کفر سے اٹھا لیتے اور بچا لیتے مگر وہ دنیا اور پستی کی طرف مائل ہو گیا زمین پست ہے دنیا بھی پست ہے پستی کی مناسبت سے بطور کنایہ دنیا کو ارض فرمایا یا یوں کہا جائے کہ دنیا کا سارا مال و متاع اسباب جائیداد زمین ہی کی پیداوار ہے اس لئے زمین بول کر دنیا مراد لی ہے۔ اور وہ اپنی نفسانی خواہش کے پیچھے لگ گیا یعنی دنیا کو اس نے اختیار کیا اور قوم کی رضامندی کا خواستگار رہا اور آیات کے تقاضوں سے اعراض کیا۔ دنیا کی محبت ہر گناہ کا سرچشمہ ہے" (بحوالہ تفسیر مظہری)

۱۷۷۔ جو قوم اللہ کی آیتوں یعنی اللہ کے کلام اور انکے نبیوں کی زبان اور ان کے معجزات کو جھٹلاتی ہے یا انہیں نہ مانے اس کی حالت بہت ہی بری ہے اس پر بدترین جانور کی مثال صادق آتی ہے جس سے نقصان ہی ہو کوئی فائدہ نہ ہو ایسے لوگ کسی کا کچھ نہیں بگاڑتے اپنے پر ہی ظلم کرتے ہیں (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید :

- خداوند کریم نشانیاں واضح طور پر کھول کھول کر بیان فرمائی جاتی ہیں تاکہ وہ لوٹ آئیں کفر سے ایمان کی طرف، گمراہی سے راہ راست کی طرف، گناہ سے نیکی کی طرف، معصیت سے صالحیت کی طرف
- اس کے متعلق ارشاد کہ جسے آیتیں اور نشانیاں عطا ہوئی تھیں لیکن اس شخص نے بجائے شکر نعمت کے خواہش نفسانی سے مغلوب ہو کر ان حقائق سے منہ موڑ لیا شیطان کے اثر میں آ کر گمراہوں میں داخل ہو گیا۔ روایتوں میں ہے بلعم باعور کہا گیا ہے
- مشیت الٰہی یہ تھا ورنہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو ایسے آیتوں کی وجہ سے رفعتوں اور مراتب بلند سے نوازتا لیکن خود ہی دنیا اور اسباب دنیا کی طرف جھک گیا یعنی باقی سے منہ موڑ کر فانی سے اپنے کو جوڑ لیا خواہشوں کا اسیر ہوا تو اس کی مثال اس کتے جیسی ہو گئی جو دوڑے تو ہانپے یا بٹھا رہے تب بھی ہانپے یا جس پر حملہ ہو تو ہانپتا ہے اور چھوڑ دیا جائے تو بھی ہانپتا ہے بالکل ان کا ایسا ہی حال ہوتا ہے حق انکار کرتے اور آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔ یہ قصے غور و فکر کے لئے ہیں
- جو دنیا کی عارضی راحتوں کے لئے بیش قیمت آیتوں کو جھٹلاتے ہیں وہ لوگ درحقیقت ان کی طرح ہیں جو کسی کا کچھ خراب نہیں کرتے بلکہ خود اپنے آپ پر زیادتی کرتے ہیں اور انکار حق کے سبب خود نقصان اٹھایا کرتے ہیں۔

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝

جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے سو وہی راہ پاتا ہے اور جس کو گمراہ کرے تو وہی تباہ کار ہیں ٭ اور ہم نے بہت سے جن اور آدمی جہنم ہی کے لئے پیدا کئے ہیں ان کے دل ہیں کہ جن سے سمجھ نہیں سکتے اور ان کی آنکھیں ہیں کہ جن سے دیکھ نہیں سکتے اور ان کے کان ہیں کہ جن سے سن نہیں سکتے وہ ایسے ہیں جیسے کہ چارپائے بلکہ ان سے بھی بدتر یہی ہیں وہ بے خبر ٭ اور اللہ تعالیٰ کے سب ہی نام اچھے ہیں سو اس کو انہی سے پکارو اور انہیں چھوڑ دو جو کہ اس کے ناموں میں کجروی کرتے ہیں وہ اپنے کئے کا بدلہ پائیں گے ٭ اور ہماری مخلوقات میں سے ایک ایسا بھی گروہ ہے کہ جو حق کی رہنمائی کرتا اور حق سے انصاف کرتا ہے۔ الاعراف پ ۹ (۱۷۸/۷ تا ۱۸۱ ٭ ت: ج)

۱۷۸۔ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرے کوئی اس کو گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کرے کس کی مجال ہے کہ اس کی ہدایت کرے۔ اللہ نے جو چاہا ہوا اور جو نہیں چاہا نہیں ہوا۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۷۹۔ اور بے شک ہم نے جہنم کے لئے پیدا کئے بہت جن اور آدمی "یعنی کفار جو آیات الٰہیہ میں تدبر سے اعراض کرتے ہیں اور ان کا کافر ہونا اللہ کے علم ازلی میں ہے" وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں "یعنی حق سے اعراض کرکے آیات الٰہیہ میں تدبر کرنے سے محروم ہو گئے اور یہی دل کا خاص کام تھا" اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں "راہ حق و ہدایت اور آیات الٰہیہ اور دلائل توحید" اور وہ کان جن سے سنتے نہیں "موعظت و نصیحت کو بگوش قبول اور باوجود قلب و حواس رکھنے کے وہ امور دینی میں ان سے نفع نہیں اٹھاتے لہٰذا" وہ چوپایوں کی طرح ہیں "اپنے قلب و حواس سے ادراک علمیہ و معارف ربانیہ کا ادراک نہیں کرتے ہیں کھانے پینے کے دنیوی کاموں میں تمام حیوانات بھی اپنے حواس سے کام لیتے ہیں انسان بھی اتنا کرتا تو اس کو بہائم پر کیا فضیلت۔" بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ" کیونکہ چوپایہ بھی اپنے نفع کی طرف بڑھتا ہے اور ضرر سے بچتا اور اس سے پیچھے ہٹتا ہے اور کافر جہنم کی راہ چل کر اپنا ضرر اختیار کرتا ہے تو اس سے بدتر ہوا آدمی روحانی شہوانی سماوی ارضی ہے جب اس کی روح شہوات پر غالب ہو جاتی ہے تو ملائکہ سے فائق ہو جاتا ہے اور جب شہوات روح پر غلبہ پا جاتی ہیں

آدمی کا جانوروں سے بدتر ہو جاتا ہے۔ (کنز الایمان - حاشیہ)

۱۸۰۔ ان غافلوں کا ذکر فرما کر مومنوں کو ذکر الٰہی کی ترغیب سے سرفراز فرماتا ہے" اور اپنے اسماء سے یاد کرنے کا حکم فرماتا ہے اور اپنے ناموں میں کجروی کرنے سے منع فرماتا ہے۔ (ف) تین قسم کی کجروی ہوتی ہے (۱) یہ کہ اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں کا اوروں پر اطلاق کیا جائے (۲) بری صفات کے نام اس کے لئے مقرر کئے جاویں جیسا کہ نصاریٰ اس کو اب کہتے ہیں (۳) جو نام اس کے شرع سے ثابت نہیں اور نامعلوم المعنی ہیں ان کا اطلاق کیا جائے (بحوالہ تفسیر حقانی)

۱۸۱۔ بہت جن و انس دوزخی ہیں جو دوزخیوں کے سے کام کرتے ہیں مگر لوگوں میں ایک جماعت یعنی امت محمدیہ ایسی ہے جو ہمیشہ دوسروں کو حق یعنی قرآن و حدیث کی یا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہدایت دیتی ہے اور اگر وہ سلطان حاکم یا عالم بن جاوے تو حق سے ہی منصفی کرتی ہے انہی کی برکت سے دنیا قائم ہے یہ جماعت تا قیامت رہے گی (اشرف التفاسیر)

مفہومات مزید :
• یہ واضح ہے کہ ہدایت ہو یا گمراہی دونوں اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں اور اللہ کی ہدایت کرنے کا معنی ہے ہدایت یاب بنا دینا نہ کہ خالی راہ ہدایت بتا دینا اور بیان کرنا نہیں ہے جس کو اللہ ہدایت کرتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے (م)

• جہنم آخرت کا قید خانہ ہے ★ جہنم کو جہنم اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا گڑھا گہرا ہے اور جہنم کے کئی طبقات اور درجات ہیں بعض طبقات سخت گرم تو بعض نہایت ٹھنڈے ان کے اندر سخت گرمی ہے اور سخت سردی بھی اور ہر دونوں ہر وقت انتہائی درجہ پر ہوتی ہیں۔ جہنم کی گہرائی اور اس کے بالائی حصہ کے درمیان کی مسافت ایک سو چھتر سال کی ہے ★ بعض مفسرین نے اس مطلب کے امکان کو بیان کیا ہے کہ جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے اور اس کی اطاعت کرتا ہے اور وہ اپنے مالک کی یاد سے غافل نہیں ہوتا بخلاف ان کے جو نہ اپنے مالک کا عرفان رکھتے ہیں اور اسے یاد کرتے اور نہ ہی اس کی اطاعت کرتے ہیں حدیث شریف میں ہے کہ بہشت میں آدم کے ماتحت تمام اشیاء اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ فرمانبردار ہیں (م)

• ذکر الٰہی کی ترغیب اور اس کا طریقہ ★ اللہ تعالیٰ کی شان قدوسیت اور سبوحیت پر دلالت کرنے والے بڑے محبوب، پاکیزہ اور حسین خیر اسماء ہیں جب ذکر الٰہی ہو تو انہیں محبوب پیارے اور رفیع الشان ناموں سے یاد کرو ★ لغت میں الحاد کا معنی ہے سیدھی راہ سے منہ موڑنا ★ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں کجروی اختیار کرنے کا یہ مطلب ہے کہ ان کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور پر کیا جائے یا اللہ تعالیٰ کے لئے ایسے اسماء تجویز کرنا جو اس کی شان عالی کے لائق نہیں یا اسماء الٰہیہ کو کسی دوسرے کے لئے استعمال کرنا
یہ سب طریقے الحاد ہیں

• جنت کے سب ہمراہ نہیں - اہل حق کی ایک جماعت ہے جو دین حق کی موافق ترغیب اور حقوق کے ساتھ انصاف و عدل کا کام کرتی ہے وہ ہدایت دیتی ہے

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي
مَتِينٌ ۝ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا ۗ مَا بِصَاحِبِهِم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَوَلَمْ
يَنظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ وَأَنْ عَسَىٰ أَن
يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ ۖ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ۝

اور جنھوں نے تکذیب کی ہماری آیتوں کی تو ہم آہستہ آہستہ پستی میں گرادیں گے انھیں اس طرح کہ انھیں علم تک نہ ہوگا * اور میں مہلت دیتا ہوں انھیں۔ بے شک میری خفیہ تدبیر بہت پختہ ہے * کیا ابھی تک نہیں غور و فکر کیا انھوں نے ان کے صاحب پر تو جنون کا ذرا اثر نہیں، نہیں ہے وہ مگر کھلم کھلا ڈرانے والا * کیا انھوں نے غور سے نہیں دیکھا آسمانوں اور زمین کی وسیع مملکت میں اور (اس میں) جو چیز پیدا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اور اس میں کہ شاید نزدیک آگئی ہو ان کی مقررہ میعاد تو کس بات پر وہ اس (قرآن) کے بعد ایمان لے آئیں گے۔ (۱۸۲/۷ تا ۱۸۵ * ت: ض) پ ۹ الاعراف

۱۸۲۔ یہاں یہ بات ظاہر فرماتا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلایا کرتے ہیں یہ کچھ ضروری نہیں کہ ہم دنیا میں فوراً ان سے مواخذہ کریں تاکہ جنتی اور جہنمی کی یہ پہچان ہو کہ جس پر دنیا میں سختی ہے وہ جہنمی اور عتاب الٰہی میں گرفتار ہے اور جو مرفہ الحال ہے وہ اس کے نزدیک محبوب ہے۔ سنستدرجھم من حیث لا یعلمون ان کو دنیا میں باوجود گناہ اور کفر کے نعمت و عیش ہر قسم کی کامیابی میں رکھ کر دھوکے میں ڈالیں گے یعنی ایسی حالت ناز و نعم میں پڑا ہوگا کہ موت آجائے گی یا تو یہاں عیش و عشرت میں تھا یا دفعۃً وہاں عذاب و ذلت میں جا پڑا یا دنیا والا ناگہاں بلا میں گرفتار کیا جاوے کہ جس کی اس کو خبر بھی نہ ہو۔
(تفسیر فتح المنان)

۱۸۳۔ یہاں قانون امہال کی طرف اشارہ ہے اور مکہ کے مفسدوں کی نسبت خبر دی ہے کہ جزائے عمل کا قانون ان کی طرف سے غافل نہیں ہے وہ بتدریج اس نتیجہ تک پہنچ کر رہیں گے جو انکار و سرکشی کا لازمی نتیجہ ہے چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ چند برسوں کے اندر قریش کی ساری قوت نابود ہوگئی۔
(ترجمان القرآن)

۱۸۴۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر شب کے وقت قبیلہ قبیلہ کو پکارا اور فرمایا کہ میں تمہیں عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہوں اور آپ نے انھیں اللہ کا خوف دلایا اور پیش آنے والے حوادثات کا ذکر کیا تو ان میں سے کسی نے آپ کی طرف جنون کی نسبت کی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کیا انھوں نے تفکر اور تامل سے کام نہیں لیا اور عاقبت اندیشی و دور بینی بالکل بالائے طاق رکھ دی یہ دیکھ کر کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اقوال و افعال میں ان کے مخالف ہیں دنیا اور اس کی لذتوں سے آپ نے منہ پھیر لیا ہے آخرت کی طرف متوجہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے اور اس کا خوف دلانے میں شب و روز مشغول ہیں اس پر انہوں نے آپ کی طرف جنون کی نسبت کر دی یہ ان کی غلطی ہے۔
(حاشیہ کنزالایمان)

۱۸۵۔ کیا ان غافل کفار نے آسمان و زمین میں اللہ کی وسیع مملکت میں غور نہیں کیا کہ جس کی سلطنت ایسی وسیع ہے وہ مالک و سلطان کیسی شان والا ہے اور انھوں نے اس پر بھی غور نہیں کیا کہ ممکن ہے کہ ان کی موت قریب ہو ابھی وقت ہے ایمان لانے

تو ہو گئے کہ انہیں کیا خبر کہ یہ وقت کب ختم ہو جائے۔ آخری نبی تشریف لا چکے آخری کتاب آ چکی اگر اب بھی وہ ہدایت پر نہ آئے تو کب
آئیں گے اب ہدایت کہاں سے پائیں گے اسے حبیب ان لوگوں کے ایمان نہ لانے پر ملول نہ ہوں (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو جھٹلانے والوں کی آخری منزل جہنم ہی ہے تو پھر ان کے ظاہری حالات یا
دنیوی خوشحالی اور عیش و آرام اور ظاہری چمک دمک سے متاثر ہونا یا دھوکہ نہ کھانا چاہئے ان کے ظاہری احوال سے متاثر
ہونے کا کوئی مطلب ہی نہیں ہے کیونکہ وہ آہستہ آہستہ بتدریج اپنی آخری منزل یعنی دوزخ کی طرف کھینچے چلے جا رہے ہیں
جس کا انہیں نہ اندازہ ہوتا ہے اور نہ وہ اس کا احساس تک کر سکتے ہیں اپنے کفر و تکذیب کے باعث وہ کیا خمیازہ بھگتنے
والے ہیں اس کی انہیں خبر تک نہیں ہوتی وہ ہمیشہ دوسرے اسباب کے جھمیلوں اور الجھاؤں میں گرفتار رہتے (پیش آئندہ) حقائق سے لاعلم رہتے ہیں۔

- مجرموں کو مہلت دینے میں یہ حکمت ہے کہ انہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کو اخذ و انتقام سے لطف و احسان محبوب تر ہے ورنہ اگر
اخذ و انتقام محبوب ہوتا تو مجرم کے جرم کے فوراً بعد اس کی گرفت کرتا۔ اور نہ مہلت دیتا تاکہ وہ اپنے گناہوں سے معافی لینے کا
موقع مل جائے اور وہ کریم بندے کو معاف فرمائے تاکہ بندوں کو معلوم ہو کہ اس کے نزدیک شفقت و کرم نوازی محبوب تر ہے اور اس کے غضب پر
سبقت رکھتی ہے علاوہ ازیں مہلت دینا اس کی عادت کریمہ ہے یہی وجہ ہے کہ مجرم کی فوراً گرفت نہیں کرتا۔ بعض نے اس
نے مہلت دینے کی یہ حکمت بیان کی ہے کہ ظالم مہلت میں اور ظلم کرے گا تو اس کی گرفت اور سخت تر ہو جائے گی اور کسی کو جلد پکڑ لیتا ہے
اور وہ بھی اس کی کریمی ہے کہ اگر اس کی جلد تر گرفت نہ ہوتی تو بندہ غلطیوں میں بڑھتا جاتا تو اس کی سزا سخت تر ہوتی اس لئے اس کو نے
آخرت کی سزا میں تخفیف کرتے ہوئے جلد پکڑ لیا۔

- یہ جو میرے حبیب کو مجنون کہتے ہیں کیا انہوں نے کبھی ان کی صفات، افعال، اقوال، احوال میں غور نہیں کیا یہ تو چالیس سال سے انہیں
میں رہتے بستے ہیں ان کے تمام حالات ان کے اوپر روشن ہیں یہی لوگ ہیں جو پہلے ان حبیب کو صادق الوعد اور بہت کچھ القاب دیا
کرتے تھے۔ ان میں جنون کا شائبہ بھی نہیں اور ہو بھی کیسے سکتا ہے وہ تو میرے منتخب کردہ نبی بشیر و نذیر ہیں۔ ہم نبی کو تمام مخلوق سے زیادہ
عقل و دانش عطا کرتے ہیں یہ حبیب تو سید الانبیاء ہیں ان کو کمالات عقل و دانش سب سے اعلیٰ و ارفع عطا فرمائے گئے ہیں * حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات عالیہ میں غور کرنا جس سے آپ کی معصومیت آپ کی شان، عظمت معلوم ہو عبادت ہے اس میں غور (عقلمند) کرنا ہے

- ارشاد ہوا کہ ہماری نشانیوں کو جھٹلانے والے کیا اس بات پر غور نہیں کرتے کہ جس کا غلبہ حاصل ہے آسمانوں اور زمین پر اور
ان میں جو کچھ ہے ان سب پر۔ انہیں چاہئے تھا کہ اس پر تدبر و تفکر کرتے اور عبرت لیتے اور اس نتیجہ پر پہنچتے کہ یہ سب اس کا ہے جس
کا کوئی نظیر اور مثل نہیں وہی اس بات کا مستحق ہے کہ عبادت اور خلوص صرف اسی سے رکھیں اور اس کے رسول کی تصدیق کریں
اس کی اطاعت کی طرف جھک جائیں اور اس بات سے ڈریں کہ موت قریب ہے اگر کفر ہی پر مر جائیں گے تو عذاب الیم کے مستحق
ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ اب اس کے بعد پھر اور کونسی تخویف اور ترہیب چاہئے کہ جو دھمکی آئی ہوئی ہے وہ خدا کی طرف سے آئی ہوئی ہے
اگر وہ اس وحی و قرآن کی تصدیق نہ کریں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کی ہے تو پھر کس بات کی تصدیق کریں گے۔

مَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ يَسْأَلُونَكَ عَنِ
السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي ۖ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ۚ
ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً ۗ يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ
عَنْهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ قُل لَّا
أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ
مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ ۚ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

جسے اللہ گمراہ کر دے اس کے لئے کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور وہ انھیں ان کی سرکشی میں بھٹکتا ہوا چھوڑے رکھتا ہے * یہ لوگ آپ سے قیامت کی بابت دریافت کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا، آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو بس میرے پروردگار ہی کو ہے اس کے وقت پر اسے کوئی ظاہر کرے گا بجز اسی (اللہ) کے بھاری (حادثہ) ہے وہ آسمانوں اور زمین میں وہ تم پر محض اچانک ہی آ پڑے گی آپ سے دریافت کرتے ہیں ہیں تو (اس طرح کہ) گویا آپ اس کی تحقیق کر چکے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو بس اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ (یہ بھی) نہیں جانتے۔ (م) * تم فرما دو میں اپنی جان کے بھلے برے کا مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت جمع کر لی اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی میں تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔ (ک)

الاعراف ۷ پ ۹

(۷/ ۱۸۶ تا ۱۸۷ *ت:م ۱۸۸ *ت:ک)

۱۸۶۔ اللہ تعالیٰ نے جس کے نام گمراہی لکھ دی اس کو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا وہ کتنی ہی نشانیاں دیکھے کچھ فائدہ نہیں ہوتا جس کو خدا ہی فتنہ میں ڈالے اس کو کون راہ راست پر لا سکے جیسا کہ فرمایا دیکھو آسمانوں اور زمین میں ساری کچھ نشانیاں، معجزات اور دھمکیاں کوئی چیز بھی ان کافروں کو مفید نہیں پڑتی۔ (ابن کثیرؒ)

۱۸۷۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دو شخص (یعنی بائع اور مشتری) اپنے بیچ میں کپڑا پھیلائے ہوں گے اور خریدنے بیچنے نہ پائیں گے کہ قیامت آ جائے گی، کوئی آدمی اپنا حوض درست کرتا ہوگا اور اس کا پانی پلانے نہ پائے گا کہ قیامت بپا ہو جائے گی، کوئی آدمی اونٹنی کا دودھ دوہ کر لے کر لوٹ رہا ہوگا اور پینے نہ پائے گا کہ قیامت بپا ہو جائے گی، کوئی شخص لقمہ اٹھا کر منہ میں لے جانا چاہتا ہوگا اور وہ کھانے نہ پائے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی" (یعنی قیامت کا وقوع اچانک ہو جائے گا اگرچہ اس کی نشانیاں مدت سے ظاہر ہو رہی ہوں گی) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے صور میں پھونک ماری جائے گی جبکہ لوگ راستوں، بازاروں اور اپنی اپنی مجلسوں میں ہوں گے یہاں تک کہ بیچنے خریدنے والے آپس میں کپڑا جھکا رہے ہوں گے اور ایک

اپنے ہاتھ سے اس چیز کو چھوڑنے نہ پاتے تھا کہ صور پھونک دیا جائے گا جس کی آواز سے وہ بے ہوش ہو جائے گا (تفسیر مظہری)

۱۸۸۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کفار جو آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم کو آئندہ کے بھاؤ بتا دیا کریں اور گرانی و ارزانی کی وقت بتاتے رہیں تاکہ ان خبروں سے فائدے اٹھا کر مالدار ہو جائیں ان کا مطالبہ کا مقصد تو یہ ہے کہ آپ یعنی اللہ تعالیٰ کے ارادے کے خلاف امیر بنا دیں اللہ کے چھپے اسرار ظاہر کر دیں یہ تو خدا کا مقابلہ ہوا نہ کہ اس کی رسالت و پیغام رسانی اس لئے آپ ان کو جواب میں فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے مقابل تو میں خود اپنی ذات کے نفع و نقصان کا مالک بھی نہیں کہ رب مجھے نقصان دینا چاہے اور میں اس کے مقابل نفع حاصل کر لوں یا رب مجھے فائدہ دینا چاہے اور میں اس کے خلاف نقصان کر لوں ہاں تو اس قدر کا مالک و مختار ہوں جس قدر رب چاہے میری ملکیت و اختیار اسی قدر ہے اگر میں رب کے مقابل علم غیب رکھتا ہوتا تو میں اس کے ارادے کے خلاف دنیا و دین کی خیر جمع کر لیتا اور مجھے خدائی کبھی بھی کوئی مصیبت بھی نہ پہنچتی مگر ایسا نہیں ہے نہ ہو سکتا ہے میں نعوذ باللہ رب تعالیٰ کا مقابل نہیں بلکہ اس کی طرف سے نبی و رسول ہوں، نبی و رسول کا کام بشارتیں اور ڈر پہنچا دینا ہے تم لوگ مجھ سے نبوت کے فیض لو رب تعالیٰ سے مقابلہ کرنے کی باتیں نہ کرو۔ (تفسیر نعیمی)

معلومات مزید:

• جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اور قرآن مجید سے فائدہ اٹھانے نہ دے تو اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں چھوڑ دے گا اپنی گمراہی میں کہ اپنی سرکشی میں درانحالیکہ وہ متردد و متحیر پھرتے ہیں نئے (ل)

• حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ یہود کے ایک گروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ ہمیں خبر دیجیے کہ قیامت کب آئے گی۔ تب یہ آیت نازل ہوئی حسنؒ اور قتادہؒ نے کہا کہ قریش نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا۔

* الساعۃ اسماء غالبہ میں سے ہے جیسا کہ النجم ثریا کو کہتے ہیں قیامت کو اس لئے الساعۃ کہتے ہیں کہ دفعۃً آئے گی یا حساب لوگوں کا ایک ساعت میں ہو جائے گا * قیامت کب آئے گی اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے کوئی نہیں جانتا کہ کب قیامت بپا ہو گی * قیامت کے اخفا میں یہ مصلحت ہے کہ بندہ ہر وقت مستعد رہے * مسلمان اور تمام اہل کتاب قیامت کے قائل ہیں۔ (ج)

• رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات مقدسہ سے الوہیت کی نفی فرما رہے ہیں کہ میں خدا نہیں کیونکہ خدا وہ ہے جس کی قدرت کامل اور اختیار مستقل ہے جو چاہے کر سکتا ہے نہ کسی کام سے اسے کوئی روک سکتا ہے اور نہ اسے کسی کام پر مجبور کر سکتا ہے اور مجھ میں یہ اختیار کامل اور قدرت مستقلہ نہیں پائی جاتی میرے پاس جو کچھ ہے میرے رب کا عطیہ ہے اور میرا سارا اختیار اسی کا عنایت فرمودہ ہے یہ اختیار اتنا ہی ہے جتنا میرے رب کریم نے مجھے عطا فرمایا ہے * خدا وہ ہے جس کا علم ذاتی اور محیط ہو۔ اور میرا علم ایسا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے (ض) خازن میں ہے کہ میں اپنی ذات سے غیب نہیں جانتا جو جانتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی اطلاع اور عطا سے (ک)

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا ۖ فَلَمَّا تَغَشَّاهَا
حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ ۖ فَلَمَّا أَثْقَلَت دَّعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا
لَّنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝ فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا
فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ
لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ۝ وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَتَّبِعُوكُمْ ۚ سَوَاءٌ
عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ أَنتُمْ صَامِتُونَ ۝

وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا کہ اس سے چین پائے پھر جب مرد اس پر چھایا اسے ایک ہلکا سا پیٹ رہ گیا تو اسے لیے پھرا کی پھر جب بوجھل پڑی دونوں نے اپنے رب سے دعا کی ضرور اگر تو ہمیں جیسا چاہیے بچہ دے گا تو بے شک ہم شکرگزار ہوں گے * پھر جب اس نے انہیں جیسا چاہیے بچہ عطا فرمایا انہوں نے اس کی عطا میں اس کے ساجھی ٹھہرائے تو اللہ کو برتری ہے ان کے شرک سے * کیا اسے شریک کرتے ہیں جو کچھ نہ بنائے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں * اور نہ وہ ان کو کوئی مدد پہنچا سکیں اور نہ اپنی جانوں کی مدد کریں * اور اگر تم انہیں راہ کی طرف بلاؤ تو تمہارے پیچھے نہ آئیں تم پر ایک سا ہے چاہے انہیں پکارو یا چپ رہو۔ (۷/۱۸۹ تا ۱۹۳ * ت : ک) الاعراف پ ۹

۱۸۹۔ عکرمہ کا قول ہے کہ اس آیت میں خطاب عام ہے ہر ایک شخص کو اور معنی یہ ہیں کہ اللہ وہی ہے جس نے تم میں سے ہر ایک کو ایک جان سے یعنی اس کے باپ سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کی بی بی کو بنایا پھر جب وہ دونوں جمع ہوئے اور حمل ظاہر ہوا اور ان دونوں نے تندرست بچہ کی دعا کی اور ویسا بچہ ملنے پر [illegible] شکر [illegible] کیا

۱۹۰۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ویسا ہی بچہ عطا کیا ان کی حالت یہ ہوئی کہ کبھی تو وہ اس بچہ کو طبائع کی طرف نسبت کرتے ہیں جیسے دہریوں کا حال ہے کبھی ستاروں کی طرف جیسا کہ اکثر بت پرستوں کا طریقہ ہے کبھی بتوں کی طرف جیسا کہ بت پرستوں کا دستور ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ان کے اس شرک سے برتر ہے (کبیر) بحوالہ (کنزالایمان)

۱۹۱۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں ایسی چیزوں کو جو کسی شے کو پیدا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ اور معبود کے حقوق سے ہے کہ وہ اپنے عابد کو پیدا کرے۔ وَهُمْ يُخْلَقُونَ میں اس کا عطف مالا یخلق پر ہے اس سے ان کے معبودان باطلہ مراد ہیں۔ یعنی اور وہ مخلوق ہیں (روح البیان)

۱۹۲ (اور یہ معبودان باطلہ) اصنام طاقت نہیں رکھتے ان مشرکوں کی مدد کرنے کی جو ان کی پرستش کرتے ہیں اور نہ اپنی مدد کر سکتے ہیں کہ ناخوشگوار چیز کو دفع کر سکیں مثلاً اگر کوئی ان کو توڑے تو اپنے کو محفوظ رکھ سکیں (بحوالہ تفسیر مظہری)

۱۹۳۔ "اگر تم سیدھی راہ کی طرف بلاؤ تو تمہارے پیچھے قدم نہ اٹھا سکیں، اور تم انہیں پکارو

الاعراف
(ترجمان)

یا چپ رہو دونوں حالتوں کا نتیجہ تمہارے لئے یکساں ہو

یعنی تمہاری پکار کی ہوئی بات یہ عمل نہیں کریں گے۔ دوسرا مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر تم ان سے اللہ کی ہدایت طلب کرو، تو وہ تمہاری بات نہیں مانیں گے، نہ تمہیں کوئی جواب ہی دیں گے (فتح القدیر)

لغوی اشارے: خَلَقَكُم: اس نے تم کو بنایا۔ اس نے تم کو پیدا کیا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے ◻ نَفْسٍ: اسم مفرد، نکرہ مجرور۔ جان مراد شخص ◻ جَعَلَ: اس نے کیا، اس نے بنایا، اس نے ٹھہرایا، جَعْلٌ سے جس کے معنی کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ امام راغب لکھتے ہیں "جَعَلَ" ایسا لفظ ہے جو تمام افعال کے لئے عام ہے ◻ زَوْجَهَا: اس کا جوڑا، اس کا خاوند، زوج مضاف ھا ضمیر واحد مؤنث غائب، مضاف الیہ ◻ يَسْكُنَ: واحد مذکر غائب مضارع منصوب سَكَنَ و سُكُونٌ مصدر (نصر) تاکہ سکون حاصل کرے تاکہ راحت پائے ◻ تَغَشّٰهَا: اس نے اس کو ڈھانکا، تَغَشّٰى تَغَشِّيٌ سے، جس کے معنی ڈھانک لینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ◻ حَمَلَتْ: اس نے اٹھالیا، حَمْلٌ حِمْلٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ◻ أَثْقَلَتْ: وہ بوجھل ہوئی یعنی حمل میں بوجھ سے دوڑنے سے ہوئی إِثْقَالٌ سے جس کے معنی گرانبار اور بوجھل ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ◻ دَعَوَا: ان دونوں نے پکارا، ان دونوں نے دعا کی۔ دُعَاءٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب ◻ يُخْلَقُونَ: جمع مذکر غائب مضارع مرفوع مجہول مثبت۔ وہ پیدا کئے جاتے ہیں ◻ يَسْتَطِيعُونَ: جمع مذکر غائب مضارع منفی۔ استطاعت سے۔ وہ طاقت نہیں رکھتے، وہ قدرت نہیں رکھتے ◻ نَصْرًا: مصدر منصوب نکرہ مدد ◻ صَامِتُونَ۔ خاموش چپ صَمْتٌ سے جس کے معنی خاموش ہونے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر صامتٌ کی جمع۔ (لغات القرآن)

معلومات مزید: نسل بشر کا مورث اعلیٰ جس ایک ہی ہے، متعدد نہیں۔ کل نسل انسانی ایک ہی ابوالبشر کی اولاد ہی ہے یہ نہیں کہ مختلف قوموں، نسلوں، قبیلوں کے مورث اعلیٰ الگ الگ ہوں

- بلند ہے اللہ تعالیٰ اس سے جو یہ کرنے والے اصنام کو اس کا شریک بناتے ہیں کسی کو اللہ کا شریک بنانا ہرگز لائق نہیں
- بچوں کے نام رکھنے میں بھی ادائے شکر کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے نام اللہ و رسول کے ناموں پر رکھے جائیں اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عبد اللہ، عبد الرحمٰن وغیرہ ناموں کو زیادہ پسند فرمایا
- ایسی چیزوں کو اللہ کا شریک کیوں ٹھہراتے ہو جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرسکتے بلکہ خود وہ قدرت خالق سے پیدا کئے جاتے ہیں
- یہ بے جان، بے حس و حرکت بے بس و لاچار اصنام کیسے معبود ہو سکتے ہیں جب کہ وہ نہ کسی کا کچھ سنوار سکتے ہیں اور نہ کسی کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں نہ کسی کی مدد کرسکتے ہیں اور نہ اپنی آپ مدد کرسکتے ہیں۔
- انہیں پکارو یا بلاؤ کہ سیدھی نیکی کی راہ بتادیں یا اچھا مشورہ دیں تو وہ تب بھی تمہاری نہ سنیں نہ بلاوے پر آئیں تمہارا انہیں پکارنا اور نہ پکارنا برابر ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

جن کو تم خدا تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو (وہ بھی تو) تم جیسے بندے ہیں۔ سو ان کو پکار دیکھو اگر تم سچے ہو تو چاہئے کہ وہ تمہاری فریاد رسی کریں۔ الاعراف پ۹ (۱۹۴/۷ * ت : ح)

۱۹۴۔ اے مشرکو! اللہ کے سوا تم جن کی عبادت کرتے ہو اور ان کو معبود کہتے ہو وہ تمہاری طرح بندے ہیں یعنی مخلوق ہیں اللہ کے مملوک اور تابع ارادہ ہیں۔ مقاتل نے کہا خطاب کا رخ ان لوگوں کی طرف ہے جو فرشتوں کی پرستش کرتے تھے اس لئے "اَلَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ" سے مراد ملائکہ ہیں اول تفسیر زیادہ صحیح ہے۔ "اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ" اگر تم سچے ہو کہ وہ الٰہ ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مطلب اس طرح ہو کہ چونکہ انسانوں کی شکل کے الغوں نے اصنام تیار کئے تھے قرآن نے (گویا) فرمایا کہ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ یہ تمہاری طرح زندہ اور عاقل ہو جائیں اگر ایسا ہو بھی جائے تب بھی وہ تمہاری عبادت کے مستحق نہیں ہو سکتے جس طرح تم میں سے کوئی کسی کی عبادت کا مستحق نہیں ہے اس کے آگے واضح فرمایا کہ وہ تو تم سے کمتر درجہ کے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

لغوی اشارے: اِنَّ: اَنَّ تحقیق، بیشک، یقیناً، یہ دونوں حرف تحقیق ہیں اور حروف مشبہ بالفعل میں سے ہیں خبر کی تاکید و تحقیق مزید کے لئے آتے ہیں اپنے اسم کو نصب و خبر کو رفع دیتے ہیں۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اِنَّ کا مابعد جملہ مستقلہ ہوتا ہے اور اَنَّ کا مابعد مفرد کا حکم رکھتا ہے پس جہاں جملہ اپنی اصلی حالت پر باقی رہے گا وہاں کسرہ واجب ہے اور جہاں اس کا مابعد مفرد کے حکم میں ہو گا وہاں فتحہ ضروری ہے۔

اَلَّذِیْنَ: (واحد مذکر) جو، جنہیں۔ اسم موصول ہے۔ اَلَّذِیْ کی جمع ● تَدْعُوْنَ: تم پکارتے ہو۔ تم پکارو گے۔ دُعَاءٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ● دُوْنِ: ورے، سوائے، غیر، جو کسی سے نیچے ہو دُون کہلاتا ہے بعض کا قول ہے کہ یہ دُنُوٌّ کا مقلوب ہے جس کے معنی نزدیک کے ہیں امام سیوطی لکھتے ہیں دون ظرف ہو کر استعمال ہوتا ہے فوق کی نقیض ہے اور مذہب مشہور یہ ہے معرب نہیں ہوتا بعض کہتے ہیں معرب ہوتا ہے ● عِبَادٌ: بندے، غلام، عبد کی جمع۔ راغب لکھتے ہیں کہ جو "عبد" بمعنی غلام کے ہے اس کی جمع عبید آتی ہے اور جو عبد کہ بمعنی عابد ہے یعنی پرستار حق اس کی جمع عِبَادٌ ہے۔ علماء لغت کی رائے میں یہ قاعدہ کلیہ نہیں اکثری ہے ● اَمْثَالُكُمْ: تمہاری طرح تم جیسے امثالُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ

معلومات مزید: بیشک جو تم پکارتے ہو اور اللہ کے سوا ان کی پرستش کرتے ہو وہ بندے ہیں اللہ کے تم جیسے سو تم ان کو پکارو اگر تم سچے ہو اپنے دعوئی میں کہ وہ معبود ہیں تو ضرور وہ جواب دیں گے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ مجبور محض اور بے حس و بے جان ہیں وہ نہ تو تمہاری پکار کا جواب دے سکتے ہیں اور نہ تمہاری نصرت و مدد کر سکتے ہیں کیونکہ وہ بھی تمہاری طرح مخلوق اور پیدا کئے گئے ہیں ان کا کوئی مالک اللہ ہے اور وہ اللہ کی مشاء مرضی اور ارادے کے تابع ہیں۔ لہٰذا معبودان باطل کی پرستش چھوڑ دو اور اللہ کی عبادت

أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ
بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۗ قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلَا تُنظِرُونِ

کیا ان کے پاوں ہیں چلتے ہیں وہ جن کے ساتھ یا کیا ان کے ہاتھ ہیں پکڑتے ہیں وہ جن کے ساتھ یا کیا ان کی آنکھیں ہیں دیکھتے ہیں جن سے یا کیا ان کے کان ہیں وہ سنتے ہیں جن کے ساتھ آپ کہیے پکارو اپنے شریکوں کو پھر سازش کرو میرے خلاف اور مجھے مہلت نہ دو۔ (ح/۱۹۵* ت: من)

۱۹۵۔ کیا ان اصنام کے لئے پاوں ہیں کہ جن پر چلتے ہوں یعنی ان کے پاوں ہیں کہ وہ چل کر تمہارے سوالات کا جواب دیں اس لئے کہ استجابت اس کے لئے متصور ہو سکتی ہے جس کے اندر حیات کا محرک یا قوی کا محرک ہو اور اس کے قوی بدرکہ ہوں جب یہ ان امور میں سے کوئی شے ممکن نہ ہو تو وہ کس کام کا نہیں چلنے کا وصف ہے ہی نہیں * کیا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہیں۔ "البطش" بمعنی قوت سے پکڑنا معنی یہ ہوا کہ کیا ان کے ہاتھ ہیں جن سے اپنی مراد کردہ شے کو پکڑتے ہیں * کیا ان کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھتے ہیں یا ان کے کان ہیں کہ جن سے سنتے ہیں۔ مشی (چلنے) کو مقدم کیا اس لئے کہ وہ ان کی اپنی حالت ہے اور بطش (پکڑنا) ان کا کام ہے یعنی دوسرے سے متعلق ہے کہ مشی کو نہ صرف اس لئے بلکہ تمام افعال پر مقدم کیا گیا ہے * کفار حضور علیہ السلام کو اپنے معبودان باطل سے بار بار (ڈرایا) کرتے تھے) تب اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوا کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! فرما دیجیے کہ اے مشرکو! بلاؤ اپنے شریکوں کو اور میری عداوت میں ان سے مدد مانگو * پس مجھے گھڑی بھر بھی مہلت نہ دو مجھے تمہاری پرواہ نہیں اس لئے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی حفاظت و نگرانی کافی ہے۔ (روح البیان)

لغوی تشریحات: أَرْجُلٌ: پاوں، یہ رِجْلٌ کی جمع ہے بمعنی پاوں کے ہے۔ ● أَعْيُنٌ: آنکھیں عَيْنٌ کی جمع ہے جس کے معنی آنکھ کے آتے ہیں۔ ● يَمْشُونَ: جمع مذکر غائب مضارع مَشْيٌ مصدر (ضرب) وہ چلتے ہیں۔ ● أَيْدٍ: ہاتھ، یَدٌ کی جمع ہے جس کے معنی ہاتھ کے ہیں اصل میں ایدی تھا تنوین کے باعث ی گر گئی۔ ● يَبْطِشُونَ: واحد مذکر غائب مضارع بَطْشٌ مصدر (ضرب) کہ پکڑے۔ ● يُبْصِرُونَ: جمع مذکر غائب مضارع اِبْصَارٌ سے وہ نہیں دیکھتے، نہیں دیکھتے ہیں، نہیں دیکھتے تھے، کیا وہ نہیں دیکھتے، وہ کچھ نہیں دیکھتے (مضارع منفی) وہ دیکھتے ہیں؟ (کیسے) دیکھیں، وہ دیکھیں گے (مضارع مثبت) ● يَسْمَعُونَ: جمع مذکر غائب مضارع مرفوع مثبت۔ سَمْعٌ سے وہ سنتے ہیں، وہ گوش ہوش سے سنتے ہیں۔ منفی وہ بگوش قبول نہیں سنتے وہ نہیں سنیں گے۔ ● كِيدُوا: جمع مذکر حاضر امر معروف۔ داؤں کرو۔

معلومات مزید: تم سب اپنے اور تمہارے معبودوں کے سب مل کر اپنے دل کا ارمان نکال لو اور میری مخالفت پر ایڑی چوٹی کا زور لگا کر دیکھ لو کہ مجھے کہاں تک نقصان پہنچا سکتے ہو۔

إِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝

یقیناً میرا کارساز اللہ ہے جس نے (مجھ پر یہ) کتاب نازل کی ہے اور وہ صالحین کی کارسازی کرتا ہے۔ 196

(الاعراف ۹ (۷/۱۹۶) * ت:م)

196 - میرا حامی و ناصر وہ حی و قیوم ہے جس کی حمایت و نصرت ہمیشہ اپنے نیک اور فرمانبردار بندوں کے شامل حال رہا کرتی ہے جسے اس پر بھروسہ ہے دنیا کی کوئی طاقت میرا بال بیکا نہیں کر سکتی۔ سچ یہ ہے کہ اہل حق کے پاس یہی ایک قوت ہے جس کے بل بوتے پر وہ بڑی بے باکی سے ہر طاغوتی طاقت سے ٹکرا جاتے ہیں۔ ولی الشیء: الذی یحفظہ و یمنع عنہ الضرر (قرطبی) جو شخص کسی کی حفاظت کرے اور ہر قسم کے ضرر سے اسے بچائے اس کو اس کا ولی کہتے ہیں (ضیاء القرآن)

لغوی تشریح: وَلِيّ: صفت مشبہ مجرور نکرہ۔ محافظ۔ نگہبان۔ بچانے والا ● اَلَّذِيْ: (وہ ایک مرد) جو، جس۔ اسم موصول ہے مفرد مذکر کے لئے آتا ہے ● نَزَّلَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف فعل متعدی۔ تنزیل مصدر۔ باب تفعیل۔ اس نے اتارا ● الکتاب: لکھنا، لکھی ہوئی تحریر۔ خط، وہ عبارت یا مضمون جو لکھی ہوئی نہ ہو، آئندہ لکھی جانے والی ہو، آسمانی صحیفے، تورات، انجیل قرآن مجید، لوح محفوظ۔ صحیفہ فطرت، تجویز الٰہی، علم الٰہی، حکم ازلی، اعمالنامے، فریضہ، خداداد دلیل واضح، مفہوم کو مکاتب بنا دیا۔ قرآن مجید میں قرآن پاک کے مختلف نام درج کئے گئے ہیں۔ قرآن، کتاب، ذکر، تنزیل، فرقان، سب سے پہلا نام قرآن بیان کیا گیا یعنی پڑھا جانے والا کلام، پھر قرآن کے مقصد پر تنبیہ کرنے کے لئے سورت تکویر میں جو نزول کے اعتبار سے چھٹی سورت ہے ذکر (یاد دہانی۔ نصیحت) کہا گیا اس کے بعد تنزیل (اتارا ہوا کلام) پھر سورت اعراف میں کتاب فرمایا گیا جو آیات اور سورتوں کی کثرت اتنا ہو گیا تھا جس کے مجموعہ کو کتاب کہا جا سکتا تھا آخر میں اس کا نام فرقان (حق و باطل میں جدائی کر دینے والا دستور) ہوا۔

یَتَوَلّٰی: واحد مذکر غائب مضارع تَوَلّی سے۔ بمعنی پسند کرتا ہے، دوست رکھتا ہے ●

صٰلِحِیْنَ: نیک بندے۔ صلاح سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، صالح کی جمع حالت نصب وجر (لغات القرآن)

معنویات مزید: ان سے کہہ دیجئے کہ دیکھو میرا کارساز، مددگار وہ اللہ تعالیٰ ہے کہ جس نے کتاب نازل کی جس میں تمام عالم کی حیات جاودانی و نفع دوجہانی ہے اور وہ کچھ میرا ہی کارساز و مددگار نہیں بلکہ سب نیک لوگوں کا مددگار ہے اس لئے تمہارے معبودوں کا کچھ اثر نہیں چل سکتا * رب تعالیٰ میرا محافظ ہے کہ اس نے مجھ پر قرآن مجید اتارا تو خود وہ اپنے فضل و کرم سے میری حفاظت فرمائے گا۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ○

الاعراف

* اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ نہ تو تمہاری ہی مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں (۱۹۷/۷) * (ترجمہ)

۱۹۷ - میرا رب تو اپنا قوی اور رحیم وکریم ہے اور تمہارے جھوٹے معبود ایسے کمزور اور ناکارہ ہیں چونکہ اصنام پرست اپنے اصنام کو عاقل سمجھدار جاندار مانتے تھے اس لئے ان کے متعلق الذین ارشاد ہوا جو عقل والوں کے لئے آتا ہے "تدعون" بنا ہے دعا بمعنی عبادت سے "دون" کے بہت معانی ہیں یہاں بمعنی سوا ہے اور اگر دعا بمعنی پکارنا یا دعا مانگنا ہو تو "دون" بمعنی مقابل ہے "لا یستطیعون نصرکم" مدد نہ کرنا اور چیز ہے مدد کی طاقت نہ رکھنا کچھ اور چیز یہاں مدد کی طاقت رکھنے کی نفی فرمائی گئی "وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ" اس کا تعلق بھی لا یستطیعون سے ہے اور معنی یہ ہیں کہ وہ اپنی ذات اپنی جان کی مدد بھی نہیں کر سکتے۔ (اشرف التفاسیر)

لغوی اشارات: يَسْتَطِيْعُوْنَ: جمع مذکر غائب مضارع۔ منفی۔ استطاعت سے۔ وہ طاقت نہیں رکھتے، وہ قدرت نہیں رکھتے ● نَصَرَ: واحد مذکر غائب، ماضی معروف نَصْرٌ مصدر باب فَعَلَ يَفْعُلُ۔ اس نے مدد کی ● اَنْفُسَهُمْ: ان کی جانیں، ان کے دل، ان کے جانیں۔ انفس مضاف ھم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ● ینصرون: جمع مذکر غائب مضارع مجہول نصر سے۔ منفی ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ (لغات القرآن)

معروضات مرتب: میرا حامی و ناصر تو وہ ہے جس کی یہ شان ہے اور تمہارے باطل اور جھوٹے معبودوں کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ اگر ان کا چڑھاوا جانور لے جائے یا ان کے منہ پر مکھیاں بیٹھ جائیں تو نہ وہ جانور سے اپنا چڑھاوا لے سکتے ہیں اور نہ اپنے منہ پر بیٹھی ہوئی مکھیاں ہی اڑا سکتے ہیں اتنے مجبور، بس کمزور و ناتواں بے حس و حرکت ہیں۔ اب تم ہی منصف کرو کیا ان کو حق ہوتا اس مضمون کو دوبارہ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ بات اچھی طرح ان کے ذہن نشین کرا دی جائے کہ ان کے معبود نہ اپنے پرستش کرنے والوں کو کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ اپنے مخالفین کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں *

وصل مقصود ان باطل معبودوں کا کمال عجز و بے بسی واضح کرنا تھا۔ قریش کے بڑے بڑے مشرک سرداروں نے اپنی تمام تر کوششیں کر لیں لیکن وہ سب عاجز آ گئے یہ دیکھ کر قریش کے وہ بڑے بڑے اصنام جن کی وہ دن رات پرستش کیا کرتے تھے حق اور اہل حق کے خلاف کچھ نہ کر سکے کیونکہ وہ تو بے حس و لاچار تھے وہ کسی کا کچھ نقصان کر سکتے تھے اور نہ کچھ فائدہ پہنچا سکتے تھے اس آیت میں اس حقیقت پر توجہ دلائی گئی ہے۔

وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَسْمَعُوا ۖ وَتَرَاهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝
خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ۝ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ
فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ
مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ۝ وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ
ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ ۝ وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِم بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ
مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِن رَّبِّي ۚ هَٰذَا بَصَائِرُ مِن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

اور اگر تم انھیں راہ کی طرف بلاؤ تو نہ سنیں اور تو انھیں دیکھے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں اور انھیں کچھ بھی نہیں سوجھتا۔
سو (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ان سے) درگزر کرو اور اچھی باتوں کا حکم (دیتے رہو) اور جاہلوں سے کنارہ
کرو * اور جو کبھی شیطان کی طرف سے آپ کے دل میں کوئی گدگدی پیدا ہو جائے (کچھ ایسا جاہیے) تو اللہ سے
پناہ مانگ لیا کرو بیشک وہ سنتا ہے (اور) جانتا ہے * پرہیزگاروں کو جب کبھی کوئی شیطانی خیال
چھو لیں جاتا ہے تو وہ فوراً ہوشیار ہو جاتے ہیں پھر وہ اسی وقت (راہ راست) دیکھنے لگتے ہیں * اور ان کے
بھائی تو ان کو گمراہی میں کھینچے لے جا رہے ہیں پھر وہ کمی نہیں کرتے * اور جب ان کے پاس آپ کوئی آیت
نہیں لاتے تو کہتے ہیں کیوں کوئی آیت گھڑ نہیں لائے تو کہہ دیجئے میں تو اسی پر چلتا ہوں کہ جو مجھ کو میرے
رب تعالیٰ کی طرف سے وحی کیا گیا ہے (قرآن) تمہارے رب کی طرف سے بینائی ہے اور اس قوم کے لئے جو
ایمان لاتی ہے ہدایت ہے اور رحمت ہے۔ (ع/۱۹۸ * ت: ک) (ع/۱۹۹ تا ۲۰۳ * ت: ع) الاعراف

۱۹۸۔ اور اگر تم انھیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو وہ خاک نہیں سنتے۔ تم ایسا سمجھ رہے ہو کہ وہ تمہاری طرف نظر کر رہے ہیں لیکن خاک کچھ نہیں دیکھتے وہ اپنی تصویری آنکھیں تم سے دو چار کر رہے ہیں جیسے واقعی دیکھ رہے ہوں لیکن وہ تو بے جان ہیں اسی لئے ان سے ایسا معاملہ کیا جو کسی صاحب شعور صاحب عقل کا تھا ہم ان اصنام کی شکلیں تو تصویری شکلیں ہیں اور انسان جیسے معلوم ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی طرف ہم نے ھم کی ضمیر راجع کی ہے جو انسان کی طرف لوٹائی جاتی ہے حالانکہ بے جان چیز کی ضمیر ھا کی ہونی چاہئے ہے (بحوالہ ابن کثیر)

۱۹۹۔ معاف اور سہل گزاری اختیار کیجئے۔ چونکہ آپ ہادی ہیں اور آپ کا کام ہدایت ہے اچھی باتوں کا حکم دیے جائیے نصیحت کرتے رہیے اور جو اس پر جاہل آپ سے ناخوش ہو کر ایذا کے درپے ہوں اور زبان طعن و تشنیع کھولیں تو ان سے اعراض کیجئے۔ (تفسیر عثمانی)

۲۰۰۔ شیطان انسان کی طبعی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو کسی ایسے کام پر اکسائے اگر آداب قرآنی کے خلاف ہو اور دل میں وسوسہ اندازی کرنے لگے تو انسان کو چاہئے کہ فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر شیطان کی اس فریبکاری اور وسوسہ اندازی سے پناہ مانگے * اللہ تعالیٰ بہترین سننے والا ہے بات

B7R

سماعت فرماتا ہے اور تیری التجا کو بھی جانتا ہے "یقیناً تجھ پر شیطان کا شر مسلط نہ ہو سکے گا۔" (ضیاء القرآن)

۲۰۱۔ بے شک جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں جب ان کو شیطانی وسوسہ آ جاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں سو یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور جو شیطان کے بھائی ہیں وہ ان کو گمراہی میں کھینچے جاتے ہیں پھر وہ باز نہیں آتے * یہ وسوسہ اور شیطانی خیال اہل تقویٰ کے دل پر حملہ تو کرتا ہے مگر متقیوں پر اثر انداز ہونے میں اس کا داؤ نہیں چلتا۔ وہ یاد میں لگ جاتے ہیں یعنی اللہ کے امر و نہی اور ثواب و عذاب کو یاد کرتے ہیں اور سمجھ جاتے ہیں کہ یہ شیطانی خیال ہے۔ یکایک وہ مستقیم روشن نظر ہو جاتے ہیں وہ تمام اور شیطان کے جال کو دیکھ لیتے ہیں۔ شیطان کے بھائی سے مراد فاسق بدکار وغیرہ جنہیں شیاطین ان کی مدد کرتے ہیں یا وہ شیطانوں کی مدد کرتے ہیں (بحوالہ مظہری)

۲۰۲۔ مشرکین اہل جاہلیت جو اہل طاعت و تقویٰ نہیں بلکہ اپنی حرکتوں کے باعث آیا شیطانی برادری کے ارکان ہیں * شیطان انہیں گمراہی میں کھینچے رہتے ہیں سو وہ گمراہی سے باز نہیں آتے (بحوالہ ماجدی)

۲۰۳۔ اے محمد! کفار بطور دل لگی و مذاق آپ سے معجزات مانگتے رہتے ہیں... اور جب آپ ان کے یہ مطالبے پورے نہیں کرتے تو ہنستے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ اپنے رب سے دعا کر کے یہ معجزات لاتے کیوں نہیں۔ فرما دو! میں کرتا وہی ہوں دکھاتا وہی معجزہ جس کے دکھانے کی مجھے بذریعہ وحی جلی یا وحی خفی اجازت مل جاتی ہے رب کی طرف سے۔ جتنے معجزے ہیں (دیئے گئے) دکھا دیئے ہیں وہ ہی تمام کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں اور مومن لوگوں کے واسطے خاص ہدایت ہے۔ وہی الٰہی کی رحمت ہے۔ جو ان سے ہدایت نہ لے وہ بڑا بدنصیب ہے (بحوالہ اشرف التفاسیر)

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾

اور جب پڑھا جائے قرآن (مجید) تو کان لگا کر سنو اسے اور چپ ہو جاؤ تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔ (۷/۲۰۴۔ ش۔ ض)

۲۰۴) حضرت ابو ہریرہ رض کی روایت ہے کہ لوگ نماز میں باتیں کر لیتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ آپ ہی سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے آواز اونچی کرنے کے متعلق اس آیت کا نزول ہوا۔ حضرت ابن مسعود رض راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں مشغول تھے میں نے جا کر سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا۔ اس سے پہلے لوگ نماز میں کلام کر لیا کرتے تھے اور اپنے کام کے لئے کہہ دیا کرتے تھے نماز سے فارغ ہو کر حضور علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا "اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں بولنے کی ممانعت کر دی۔ (مظہری)

لغوی اشارے: "استمعوا" تم کان لگائے رہو، استماع سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ "انصتوا" تم کان لگائے رہو، تم چپ رہو، تم خاموشی سے سنتے رہو۔ انصات جس کے معنی خاموشی کے ساتھ کان لگا کر سننے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ (لغات القرآن)

معلومات مزید: جب کبھی قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو تم اسے کان لگا کر سنو اور بالکل خاموش رہنا اس میں قرآن پاک کا ادب ہے۔ شاید اسی سبب تم پر اللہ تعالیٰ رحمت فرما دے۔

873

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾

اور جب پڑھا جائے قرآن (مجید) تو کان لگاکر سنو اسے اور چپ ہو جاؤ تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔ (۷/۲۰۴۔ ت: ض)

۲۰۴) حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ لوگ نماز میں باتیں کر لیتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ آپ ہی سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے آواز اونچی کرنے کے متعلق اس آیت کا نزول ہوا۔ حضرت ابن مسعودؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز میں مشغول تھے میں نے جا کر سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا۔ اس سے پہلے لوگ نماز میں کلام کر لیا کرتے تھے اور اپنے کام کو لئے کہہ دیا کرتے تھے نماز سے فارغ ہو کر حضور علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا "اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز میں بولنے کی ممانعت کر دی۔ (مظہری)

لغوی اشارے: "استمعوا" تم کان لگائے رہو، استماع سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ "انصتوا" تم کان لگائے رہو، تم چپ رہو، تم خاموشی سے سنتے رہو۔ انصات جس کے معنی خاموشی کے ساتھ کان لگا کر سننے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ (لغات القرآن)

معلومات مزید: جب کبھی قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو تم اسے کان لگا کر سنو اور بالکل خاموش رہنا اس میں قرآن پاک کا ادب ہے۔ شاید اسی سبب تم پر اللہ تعالیٰ رحمت فرمادے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝ السجدہ

اور اپنے پروردگار کو اپنے دل میں یاد کیا کر عاجزی اور خوف کے ساتھ نہ کر چلانے کی آواز سے صبح اور شام کو اور اہل غفلت میں نہ شامل ہو جانا ✶ بے شک وہ جو تیرے رب کے پاس ہیں اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بولتے اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں (۲۰۶،۲۰۵/۷) ✶ ت: م اور ک) الاعراف ۹

۲۰۵۔ اور (آپ ہر شخص سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ) اپنے رب کو یاد کرو اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور ڈر کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح و شام اور غفلت کرنے والوں میں شامل نہ ہو جاؤ ✶ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ذکر سے مراد نماز کی قراءت ہے مطلب یہ ہے کہ سری نماز میں چپکے چپکے اپنے دل میں قراءت کیا کرو الجھر سے مراد ہے جہری نماز دون الجھر سے مراد ہے جہر سے کم اور سر سے زیادہ۔ مطلب یہ کہ سری نماز جہر سے کم آواز سے قراءت کرو اور جہری میں کھلی آواز سے کرو مگر بالکل چیخ کر نہ پڑھو بلکہ سکون اور پست آواز میں سے پڑھو کہ پیچھے والا سن لے حضرت ابن عباسؓ آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے۔ اس صورت میں و دون الجھر کا عطف فی نفسک پر ہوگا۔ علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی پانی پتی نے لکھا ہے یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ قرآن (دبیہ) متوسط آواز سے پڑھو، نہ بالکل ہی چپکے چپکے نہ بالکل چلا کر یہی مضمون دوسری آیت میں آیا ہے۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (۱۱۰/۱۷) حضرت ابو قتادہ کی حدیث اس مفہوم کی موید ہے۔ (تفسیر مظہری)

۲۰۶۔ الذین سے مراد ملائکہ ہیں اس سورۃ کا اختتام فرشتوں کے ذکر خیر سے کیا جا رہا ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ جب یہ نورانی اور پاک مخلوق ہر وقت اپنے پروردگار کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہے ان کی زبانیں اپنے رب قدیر کی حمد و ثنا اور تسبیح و تمجید میں زمزمہ سنج ہیں اور ان کے دل اس کی یاد سے معمور ہیں اور ان کی پیشانیاں اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہیں تو انسان جو مسجود ملائکہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے تو اس کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے مولائے کریم کی عبادت اور اطاعت میں صبح و شام کوشاں رہے ہر دم اس کی یاد اس کے ذکر اور اس کی محبت میں سرشار رہے۔ یہ آیت سجدہ ہے اور اس طرح کی متقول اسم چودہ آیتیں ہیں جب کوئی انسان پڑھے یا سنے تو سجدہ کرے اسے سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔ اس کے ادا کرنے کی لئے وہی شرطیں ہیں جو سجدہ نماز کی ہیں یعنی باوضو ہو، پاک جگہ ہو وغیرہ تفصیلی احکام کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ (ضیاء القرآن)

نحوی اشارے ★ ذِکْر : یاد، بیان، نصیحت، بیان۔ ذکر یذکر ذکرًا کا مصدر ہے امام راغب لکھتے ہیں " ذکر یوں کہ
کبھی تو اس سے نفس کی وہ ہیئت مراد لی جاتی ہے کہ جس کے ذریعہ انسان جو کچھ معرفت حاصل کرے اس کا یاد رکھنا ممکن ہوتا
اور یہ حفظ ہی کی طرح ہے مگر حفظ باعتبار اس کے حصول کے بولا جاتا ہے اور ذکر باعتبار اس کے استحضار کے (یعنی
حفظ یاد کرنے کے لئے) اور کبھی ذکر کسی چیز کے دل میں یا گفتگو میں یاد آجانے کے لئے بولا جاتا ہے اور اسی لئے
کہا گیا ہے کہ ذکر دو ہیں ذکر قلبی اور ذکر لسانی اور پھر دونوں میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ایک
بھولے ہوئے یاد آنا، دوسرے بغیر بھولے یاد رہنا بلکہ دائمی یاد رکھنا نیز ہر قول یعنی گفتگو اور
بیان کو بھی ذکر کہا جاتا ہے۔ ● یَسْجُدُوْنَ : جمع مذکر غائب مضارع مرفوع سجودٌ مصدر
منفی ۔ وہ سجدہ نہیں کرتے فرمان پر نہیں چلتے ۔ مثبت ۔ وہ سجدہ کرتے ہیں ۔ وہ سجدہ کرتے ہیں

(مفردات القرآن)